بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انصاراللہ ناروے

شمارہ نمبر ا

جولائی تا دسمبر ۲۰۱۰

۱۴۳۱ ہجری

نگران اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ ناروے	مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

صدر مجلس انصاراللہ ناروے	مکرم بشارت احمد صابر صاحب

مدیر	مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

مجلس ادارت	مکرم سیّد کمال یوسف صاحب

مکرم مبارک احمد شاہ صاحب

نظر ثانی	مکرم شاہد محمود کاہلوں، مربی سلسلہ احمدیہ ناروے

پروف ریڈنگ	مکرم قاضی منیر احمد صاحب

صفحہ نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر	فہرست مضامین
27	عیسائی منادوں کے اعتراضات کی تردید	3	القرآن
32	نظم	4	حدیث
34	درود شریف سے خدا کا فیض اور فضل ملتا ہے۔	5	ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعودؑ
36	اہم امور میں مشاورت سے متعلق اسوہء رسول ﷺ	8	اداریہ
42	انصاراللہ کوئز	9	پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
43	مالی قربانی	10	پیغام صدر مجلس انصاراللہ ناروے
46	انتخاب	11,12	پاکیزہ منظوم کلام اردو اور فارسی
55	قرآن پر عمل کرنے میں ہی ہماری نجات ہے	13	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ
58	نظم	16	حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول ﷺ
61-64	نارویجین حصہ	21,22	اراکین مجلس عاملہ و زعماء مجالس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۰ء۔
		25	رپورٹ کارگذاری مجلس انصااللہ ناروے

تقویٰ

يَآاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا
وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ
عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔ (الحجرات ۱۴)

ترجمہ: اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلا شبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متّقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

صحبتِ صالح

عنِ ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ قال : قیل یا رسول اللہ ایّ جلسائنا خیر؟ قال من ذکر کم اللّٰہ رویتہ و زادفی علمکم منطقہ۔ وذکر کم بالاخیرۃ عملہ (الترغیب والتوھیب۔ الترغیب فی مجالسۃ العلماء)

ترجمہ۔ حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا (دینی لحاظ سے) بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے۔ جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو۔ اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے اور اپنے انجام کو بہتر بنانے کے لئے تم کوشش کرنے لگو۔

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔

تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔

” خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ کئی حوادث ظاہر ہوں گے اور کئی آفتیں زمین پر اتریں گی۔ کچھ تو ان میں سے میری زندگی میں ظہور میں آجائیں گی اور کچھ میرے بعد ظہور میں آئیں گی۔ اور وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا۔ کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنّت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبنّ انا ورسلی (المجادلہ ۲۲)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخم ریزی انہی کے ہاتھوں کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔(۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔

(۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ۔

(النّور ۵۶)۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری

اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیوں کہ وہ دائمی ہے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔ اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسّم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کے مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۳۔۳۰۶)

رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم

جماعت کا قائم ہے اس سے بھرم

اداریہ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ عظیم احسان ہے کہ آج مجلس انصاراللہ ناروے کو اپنا رسالہ جاری کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ حضرت اقدس خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت اس رسالہ کا نام " انصاراللہ ناروے " تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ رسالہ ناروے کے انصار کے لیے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ہم سب کو اس سے احسن رنگ میں فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

فی زمانہ اسلام اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اہل یورپ اور دیگر دنیا کی طرف سے بار بار حملے کئے جا رہے ہیں جو ہم سب کے لئے بہت تکلیف دہ ہیں۔ اس موقعہ پر ہماری ذمہ داری پہلے سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم قلمی جہاد کے ذریعہ اسلام کی خوبیاں اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم سیرت کو دنیا کے سامنے اجاگر کریں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب پہلے ہم خود خدا اور اسکے رسول کی معرفت حاصل کریں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے پاس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بیش بہا خزانہ موجود ہے جن کا مطالعہ کرکے ہم اپنے علم و عرفان میں اضافہ کرسکتے ہیں اور اسلام پر ہونے والے اعتراضات کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ خدا کرے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی یہ دعا ہمارے حق میں بھی پوری ہوتی رہے جس میں حضور فرماتے ہیں ۔

گہوارہ علوم تمہارے بنیں قلوب　　　پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے

پھیلاو سب جہان میں قول رسول کو　　　حاصل ہو شرق و غرب مین سطوت خدا کرے

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں　　　ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

(مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنــاصر

امام جماعت احمدیہ

لندن

22 / 12 / 10

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ مجلس انصار اللہ ناروے اپنا رسالہ شائع کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی اشاعت بہت بابرکت فرمائے۔ آمین

قرآن کریم کی آیت وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ میں کتب ورسائل کی بکثرت اشاعت کی جس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کیا گیا ہے اس کا ظہور مسیح موعود کی بعثت کے ساتھ وابستہ تھا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات طیبہ کا بہت سا وقت تالیف وتصنیف میں صرف فرمایا اور امتِ مسلمہ پر بھی یہ راز آشکار فرمایا کہ یہ زمانہ تلوار کا نہیں بلکہ قلم کے جہاد کا ہے۔ اسی نسبت سے آپ کو سلطان القلم کا مبارک نام بھی عطا ہوا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم وسنت کے عین مطابق جماعت میں دینی کتب ورسائل کی اشاعت پر ہمیشہ سے زور دیا جاتا رہا ہے۔ ان کا مرکزی مضمون امر بالمعروف اور نھی عن المنکر ہوتا ہے اور خلافت اور نظام جماعت سے اخلاص ووفا کا رشتہ استوار کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ اسلام واحمدیت کی اشاعت ان کا اولین مقصد ہے۔ آپ جو رسالہ شائع کر رہے ہیں آپ کو بھی اس موقعہ پر میری یہی نصیحت ہے کہ اپنے رسالہ میں انہی باتوں کا اہتمام کریں۔ یعنی اس رسالہ میں بنیادی طور پر قرآن وحدیث کے احکامات کا بیان ہو۔ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور ملفوظات کا ذکر ہو اور خلیفۂ وقت کے خطبات کے لئے بھی کچھ صفحات مخصوص ہوں اور پھر تنظیمی پروگراموں اور عام دلچسپی کی معلومات پر مشتمل باتیں شامل کر لی جائیں تو انشاء اللہ آپ کی یہ مساعی اللہ کی نظر میں مقبول ٹھہرے گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے لئے رسالے کا اجراء بہت بابرکت فرمائے اور آپ کو روحانی، تربیتی اور علمی مواد پر مشتمل مفید رسالہ شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

پیغام صدر مجلس انصاراللہ ناروے

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج خاکسار اس تاریخی موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہے کہ وہ مجلس انصاراللہ ناروے کو اپنا پہلا رسالہ شائع کرنے کی توفیق عطا فرمارہا ہے۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔ خاکسار اس موقع پر مجلس انصاراللہ ناروے کے ممبران کو مبارکباد دیتا ہے اور یہی پیغام دینا چاہتا ہے کہ خلیفہ وقت کے تمام خطبات سنیں اور ان کے ارشادات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ نیز حضور پرنور کی طرف سے کی گئی ہر تحریک پر لبیک کہیں۔ حضور کی تازہ تحریک جس میں تمام احمدیوں کو اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے لئے روزانہ دو نوافل ادا کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے اس پر خود بھی عمل کریں اور اپنے اہل خانہ کو بھی شامل کریں۔

انصار بھائیوں کو خاص طور پر پنج وقتہ نمازوں اور تلاوت قرآن کریم میں باقاعدگی اختیار کرتے ہوئے باقی اہل خانہ کے لئے نمونہ بننا چاہیے۔ اسی طرح انصاراللہ کے عہد کو نبھاتے ہوئے خلافت جیسی عظیم نعمت سے محبت اور وفا کے تعلق میں بڑھتے چلے جائیں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی نصیحت کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں برکت عطا فرمائے اور اپنے پیارے امام کی قیادت میں اپنی زندگیوں میں احمدیت اور اسلام کا جھنڈا پوری دنیا پر لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

بشارت احمد صابر

صدر انصاراللہ ناروے۔

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن　　زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا؟ مجھ سے پوچھو غافلو!　　ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں　　اس میرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر!　　کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پر رات ہے　　اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے　　کیا مرے دلدار تو آئے گا مر جانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر　　آگئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

چاند اور سورج نے دکھلائے ہیں دو داغ کسوف　　پھر زمیں بھی ہوگئی بے تاب تھرّانے کے دن

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے　　اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں　　اب تو ہیں اے دل کے اندھو!دیں کے گن گانے کے دن

آہ صد آہ رفت عمر بباد

رائے واعظ اگرچہ رائے من است لیک عشق تو بند پائے من است

اگرچہ میری رائے بھی وہی ہے جو واعظ کی ہے لیکن تیرے عشق کی بیڑی میرے پیروں میں پڑی ہوئی ھے

آہ صد آہ رفت عمر بباد نفس بد کیش ماشد منقاد

افسوس صد افسوس کہ عمر برباد ہو گئی مگر ہمارا بد سرشت نفس مطیع نہ ہوا

ہیچ دشمن بدشمنے نہ کند آنچہ کردیم مابخود بیداد

دشمن بھی دشمن کے ساتھ وہ نہیں کرتا جو ظلم ہم نے آپ اپنے اوپر کیا

دل نہادن بفکرت دنیا باز دارد ز کار ہائے معاد

دنیا کی فکر میں دل کو مصروف رکھنا آخرت کے کاموں سے (انساں کو) باز رکھتا ہے

شخص دنیا پرست در دنیا چند روزے بسر کند دل شاد

دنیا پرست شخص دنیا میں چند روز ہی خوشی کے بسر کرتا ہے

فضل حق باید و ریاضت سخت تابر آید ز کذب و شر و فساد

خدا کے فضل اور سخت مجاہدے ہی سے انسان جھوٹ شرارت اور فساد سے نجات پا سکتا ہے

(بحوالہ درثمین فارسی مترجم ۳۷۴۔۳۷۵)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور نے خطبہ جمعہ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۳ میں فرمایا۔

" اب میں گھر کی سطح پر، بعض رشتوں کی سطح پر معاہدے کی مثال دینا چاہتا ہوں۔ شادی بیاہ کا تعلق بھی مرد اور عورت میں ایک معاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ عورت کو حکم ہے کہ اس معاہدے کی رو سے تم پر یہ فرائض عائد ہوتے ہیں مثلاً خاوند کی ضروریات کا خیال رکھنا، بچوں کی نگہداشت کرنا، گھر کے امور کی ادائیگی وغیرہ۔ اسی طرح مرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے نان نفقہ کی ذمہ داری اس پر ہے۔ ان کی متفرق ضروریات کی ذمہ داری اس پر ہے۔ اور دونوں میاں بیوی نے مل کر بچوں کی نیک تربیت کرنی ہے۔ اس کی ذمہ داری ان پر ہے۔ تو جتنا میاں بیوی آپس میں اس معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے اتنا ہی زیادہ حسین معاشرہ قائم ہوتا چلا جائے گا۔

لیکن بعض دفعہ افسوس ہوتا ہے بعض واقعات سن کر اور دیکھ کر کہ یہاں یورپ میں، مغرب میں رہنے والی لڑکی کا رشتہ اگر پاکستان یا ہندوستان میں کہیں ہوا۔ تو لڑکی نے سپانسر کر کے لڑکے کو بلوایا، شادی ہنسی خوشی چلتی رہی، بچے بھی ہو گئے۔ اور جب مرد کے کاغذات مکمل ہو گئے، اب مجھے یہاں سے کوئی نکال نہیں سکتا تو غلط طریق سے لڑکیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ تو اس طرح ایک پاکیزہ تعلق کو، ایک معاہدے کو توڑنے والے بن گئے۔ اور اکثر بنیاد صرف بہانے ہوتے ہیں۔ جھوٹ پر مبنی باتیں ہوتی ہیں۔ اندر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ الزامات لگائے جا رہے ہوتے ہیں۔ تو ایسے لوگ بھی منافقت کے زمرے میں آتے ہیں۔ اور احمدیوں کو، ہم میں سے ہر ایک کو اس بارہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ۵ مارچ ۲۰۰۴ میں فرمایا۔

" ہمیشہ قول سدید اختیار کرو، ہمیشہ ایسی سیدھی اور کھری بات کرو جس سے انصاف اور عدل کے تمام تقاضے پورے ہوتے ہوں۔ پھر یہ عدل کے معیار اپنے گھر میں، اپنی بیوی بچوں کے ساتھ سلوک میں بھی قائم رکھو، روزمرہ کے معاملات میں بھی قائم رکھو، اپنے ملازمین سے کام لینے اور حقوق دینے میں بھی یہ معیار قائم رکھو، اپنے ہمسایوں سے سلوک میں بھی یہ معیار قائم رکھو، حتیٰ کہ دوسری جگہ فرمایا کہ دشمن کے ساتھ بھی عدل کے اعلیٰ معیار قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ جو تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے، تمہارے دلوں کا حال جاننے والا ہے، تمہاری نیک نیتی کی وجہ سے تمہیں اعلیٰ انعامات سے بھی نوازے گا۔ تو دیکھیں کتنی خوبصورت تعلیم ہے دنیا میں انصاف اور عدل اور امن قائم کرنے کی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق اور انصاف پر قائم ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک گواہی تمہاری خدا کے لئے ہو، جھوٹ مت بولو، اگرچہ سچ بولنے سے تمہاری جانوں کو نقصان پہنچے یا اس سے تمہارے ماں باپ کو ضرر پہنچے اور قریبیوں کو۔"

حضور اپنے خطبہ ۲۵ نومبر ۲۰۰۵ میں فرماتے ہیں۔

" بعض صاحب حیثیت جو ہیں وہ اپنی شادیوں پر بلاوجہ کھانوں کا ضیاع کر رہے ہوتے ہیں۔ آٹھ دس قسم کے سالن تیار کیئے ہوتے ہیں جو کھائے تو جاتے نہیں، ضائع ہو رہے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے یہاں یورپ سے جانے والے بھی شامل ہیں جو جا کر اپنی شادیاں کرتے ہیں یا اپنے عزیزوں کی شادیاں کرتے ہیں۔ دکھاوے کی خاطر کہ ہم یورپ سے آ رہے ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ

کھانا پھر بچ جاتا ہے اور غریبوں میں بھی تقسیم نہیں ہو سکتا۔ کہ چلو کسی غریب کے کام آجائے تب بھی کوئی بات ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر اتنی کشائش ہے کہ اتنے کھانے پکا سکتے ہیں اور خرچ بھی کر سکتے ہیں تو جیسا میں نے کہا تھا غریبوں کی شادیوں پر خرچ کرنے کے لیے چندہ دے دیں۔"

دو نفلوں کی تحریک

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳ دسمبر ۲۰۱۰ کے خطبہ جمعہ میں احمدی احباب کو روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔

" پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ہر احمدی ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔ پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا"

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیمثال محبت

واقعات اور تحریرات کی روشنی میں۔ (alislam.org)

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (ال عمران : ۳۲)

اعلیٰ درجہ کا نور

’وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا تھا۔ یعنی انسان کامل کو۔ وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں۔ جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولیٰ سید الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

جس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا

’میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اُس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اُس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اس کی زندگی میں اُس کو دیں۔‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی

’ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔ جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی تھی۔‘ (سراج منیر صفحہ ۷۲)

اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا

’جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں، لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔‘ (پیغام صلح صفحہ ۳۰)

عربی منظوم کلام

اپنے عربی منظوم کلام میں اپنے آقا کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

یَا حِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّةً فِیْ مُهْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۴)

اے میرے محبوب تیری محبت میری جان اور میرے حواس اور میرے دل میں سرایت کر چکی ہے۔

جِسْمِیْ یَطِیْرُ اِلَیکَ مِنْ شَوْقٍ عَلَا یالیتَ کَانَتْ قُوَّةُ الطَّیَرَان

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۴)

(اے میرے معشوق) تیرا عشق میرے جسم پر (کچھ) اس طرح غلبہ پا چکا ہے کہ (وفور جذبات کی وجہ سے) وہ تیری طرف اُڑا جاتا ہے۔ کاش مجھ میں اُڑنے کی طاقت ہوتی (اور میں اُڑ کر تیرے پاس پہنچ جاتا)۔

اِنِّیْ اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِیْ　　　یُدْرٰی بِذِکْرِکَ فِی التراب نِدَائِیْ

(منن الرحمان، صفحہ ۲۵)

(اے میرے پیارے) میں تو (ایک دن) اس دنیا سے کوچ کر جاؤنگا، لیکن میری (وہ) محبت (جو میں تجھ سے کرتا ہوں اس) پر کبھی موت نہیں آئے گی (کیونکہ) میری (قبر کی) مٹی سے تیری یاد میں (جو) آوازیں بلند ہونگی (وہ یہی ہونگی اے میرے محبوب محمدؐ۔ اے میرے معشوق محمدؐ۔ اے میرے پیارے محمدؐ)

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائمًا　　　فِیْ ھٰذِہٖ الدُّنْیَا وَ بَعْثِ ثَانٖ

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۵۹۳)

اے میرے رب تو اپنے نبی ﷺ پر اس جہان میں بھی درود نازل فرما اور دوسرے جہان میں بھی درود نازل فرمانا۔

فارسی منظوم کلام

اپنے فارسی منظوم کلام میں اپنے معشوق سے عشق کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم　　　گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۶)

خدا تعالٰی کے بعد میں محمد مصطفٰے ﷺ کے عشق میں دیوانہ ہو چکا ہوں اگر اس عشق کی دیوانگی کا نام کوئی کفر رکھتا ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں (کیونکہ آپ ﷺ سے میں شدید محبت رکھتا ہوں)

ہرتارو پود من بسراید بعشق او　　　از خود تہی و از غم آں دلستاں پرم

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۶)

آپ ﷺ کا عشق میرے وجود کے ہر رگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہے اور میں اپنے آپ سے خالی اور اس محبوب کے غم سے پر ہوں۔

جان ودلم فدائے جمال محمدؐ است　　　　خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

(اخبار ریاض ہند امرتسر یکم مارچ ۱۸۸۴ء)

میری جان اور دل محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہے اور میری خاک نبی اکرم ﷺ کی آل کے کوچہ پر قربان ہے۔

درره عشق محمدؐ ایں سر وجانم رود　　　　ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزم صمیم

(توضیح مرام، صفحہ ۱۱)

حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عشق کی راہ میں میرا سر اور جان قربان ہو جائیں۔ یہی میری تمنا ہے اور یہی میری دعا ہے اور یہی میرا دلی ارادہ ہے۔

اردو منظوم کلام

اپنے اردو منظوم کلام میں اپنے پیشوا کا کچھ اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا　　　　نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر　　　　لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم، صفحہ ۶۵)

ربط ہے جان محمدؐ سے میری جاں کو مدام　　　　دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

مصطفی پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت　　　　اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

(درثمین صفحہ ۱۳)

اے میرے آسمانی آقا! اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش

'مخالفین نے ہمارے رسول ﷺ کے خلاف بیشمار بہتان گھڑے ہیں اور اپنے اس دجل کے ذریعہ ایک خلق کثیر کا گمراہ کر کے رکھ دیا ہے۔ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذاتِ والاصفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاء عظیم سے نجات بخش۔' (ترجمہ عربی عبارت، آئینہ کمالات اسلام، صفحہ ۱۵)

تمام آدم زادوں کے لیے ایک ہی رسول اور ایک ہی شفیع

'نوع انسان کے لیے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر حضرت محمد مصطفٰے ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبیؑ کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد ﷺ اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لیے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے۔ مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لیے زندہ ہے۔' (کشتی نوح، صفحہ ۱۳)

(جاری ہے)

اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۰

صدر مجلس	مکرم بشارت احمد صابر صاحب
نائب صدر اوّل	مکرم جمیل احمد قمر صاحب
نائب صدر	مکرم داؤد احمد ذاہد صاحب
نائب صدر دوم	مکرم عامر نصیر صاحب
قائد عمومی	مکرم مختار احمد ساجد صاحب
قائد تعلیم	مکرم سیّد نثار احمد صاحب
قائد تربیت	مکرم نصیر الدّین ہمایوں صاحب
قائد تربیت	مکرم سہیل مسعود صاحب
قائد ایثار	مکرم ندیم احمد خان صاحب
قائد تبلیغ	مکرم رائے طارق احمد صاحب
قائد ضیافت و صحت	مکرم انور احمد شاہ صاحب
قائد وقف جدید	مکرم محمد یعقوب بھٹی صاحب
قائد تحریک جدید	مکرم غلام سرور صاحب
قائد تجنید	مکرم عقیل احمد صاحب
قائد اشاعت	مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب
قائد تعلیم القرآن	مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب
قائد مال	مکرم منیر احمد چوہدری صاحب
نائب قائد مال	مکرم آفتاب فرید صاحب
ارکین خصوصی	مکرم جاوید اقبال صاحب، مکرم نصیر ظفر صاحب

زعمائے مجالس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۰

مجلس بیت النصر	مکرم طاہر محمود صاحب
مجلس کلفتا	مکرم چوہدری مظفر احمد صاحب
مجلس ستونز	مکرم منصور خالد صاحب
مجلس تھوئن	مکرم زاہد مبشر ساہی صاحب
مجلس نور	مکرم محمد باسط قریشی صاحب
مجلس لامبے سیتر	مکرم وسیم احمد چوہدری صاحب
مجلس ہولملیا	مکرم افتخار احمد ورائچ صاحب
مجلس درامن	مکرم مرزا محمد اشرف صاحب
مجلس نتے دال	مکرم رانا لطیف احمد صاحب
مجلس لورنسکوگ	مکرم طارق خلیل صاحب
مجلس کرستیانساند	مکرم بشارت احمد صاحب

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

مجلس ادارت

دائیں سے بائیں، کھڑے ہوئے۔ڈاکٹر احمد رضوان صادق (مدیر)، سیّد مبارک احمد شاہ، جمیل احمد قمر۔

بیٹھے ہوئے۔شاہد محمود کاہلوں (مربی سلسلہ ناروے)، زرتشت منیر احمد (امیر جماعت ناروے)،
بشارت احمد صابر (صدر مجلس انصاراللہ ناروے)۔

مجلس عاملہ انصاراللہ ناروے ۲۰۱۰

دائیں سے بائیں۔ کھڑے ہوئے۔ محمد یعقوب بھٹی، سہیل مسعود، سیّد انور احمد شاہ، ندیم احمد خاں، سیَد نثار احمد، وسیم احمد چوہدری، جمیل احمد قمر، غلام سرور، داؤد احمد زاہد، جاوید اقبال، منیر احمد چوہدری، مختار احمد ساجد۔

بیٹھے ہوئے (کرسیوں پر)۔ شاہد محمود کاہلوں (مربی سلسلہ)، زرتشت منیر احمد (امیر جماعت ناروے) بشارت احمد صابر (صدر مجلس)

بیٹھے ہوئے (فرش پر)۔ رائے طارق احمد، عامر نصیر، نصیر الدین ہمایوں، ڈاکٹر احمد رضوان صادق (مدیر)، عقیل احمد۔

رپورٹ کارگزاری مجلس انصاراللہ ناروے

مجلس انصاراللہ ناروے نے سال کا آغاز یکم جنوری کو مسجد نور میں نماز تہجد سے کیا۔ نماز فجر کے بعد مسجد کے قریبی پارک (Vigelandspark)، جہاں نئے سال کی آتش بازی کے آثار بکھرے پڑے تھے، باقی افراد جماعت کے ساتھ مل کر وقار عمل کے ذریعہ صاف کیا۔ اس کے علاوہ دوران سال نئی زیر تعمیر مسجد بیت النصر میں مختلف مواقع پر وقار عمل کا اہتمام کیا گیا۔

مسجد فنڈ جمع کرنے کے لیے مختلف مواقع پر سٹال لگائے گئے اور جمع شدہ رقم مسجد فنڈ میں دی گئی۔ ۲۰۰۹ کی انصاراللہ کی بچت بھی حضور انور کی منظوری سے مسجد فنڈ میں دے دی گئی۔ بیت النصر میں دوران سال انصار سیکورٹی کی ڈیوٹی انجام دیتے رہے۔

دوران سال مختلف مواقع پر انصار نے اولڈ ہوم اور ہسپتال میں جاکر مریضوں کی عیادت کی۔

اپریل کے مہینہ میں قائدین اور زعمائے مجالس کے لیے ریفریشر کورس کا اہتمام کیا گیا۔

مئی میں جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا جس میں غیر از جماعت افراد کو دعوت دی گئی۔

جون میں دوروزہ سالانہ اجتماع انصاراللہ منعقد ہوا۔

دوران سال مختلف ذرائع سے تبلیغ کی جاتی رہی۔ دسمبر میں مجلس شوریٰ منعقد کی گئی۔

شعبہ اشاعت کے تحت مجلس انصاراللہ ناروے کو پہلی بار اپنا رسالہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔

(صدر و قائد عمومی مجلس انصاراللہ ناروے)

انصاراللہ ناروے آپ کا اپنا رسالہ ہے اس کے لئے مفید مشورے اور مضامین کی ضرورت ہے۔ اراکین مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ رسالہ کے لئے علمی، معلوماتی، تاریخی اور دلچسپ مضامین بھجوائیں۔ کوشش کریں کہ مضامین کمپیوٹر پر inpage یا word میں لکھ کر بھجوائیں۔ مضامین اور انصاراللہ کوئز کے جوابات اس ایڈریس پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

ahmedrizwan@online.no جزاکم اللہ۔

عیسائی منادوں کے اعتراضات۔ آنحضرت ﷺ پر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی فضیلت کے جھوٹے دعویٰ کی تردید۔

(یہ مضمون محترم کمال یوسف صاحب کی اس تقریر سے اخذ کیا گیا ہے جو انہوں نے مئی ۲۰۱۰ کو اوسلو میں مجلس انصاراللہ ناروے کے تحت ہونے والے جلسہ سیرۃ النبی ﷺ کے موقعہ پر کی۔ مرسلہ نصیر احمد صاحب۔)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(الاحزاب ، 33:57)

ترجمہ۔ یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

آپ ﷺ کو خاتم النبیّن کا لقب اس وقت دیا گیا جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ابھی حضرت آدمؑ وجود میں نہیں آئے تھے۔ وہ شخص جو اس وقت سے اس مقام پر فائز کیا گیا ہے جس کو آج ہم خاتم النبیّن مانتے ہیں، ایسی عظیم ہستی کے بارے میں جب عیسائی اس کے اس مقام کو نظر انداز کرتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کی فضیلت بیان کرتے ہیں، یہ ان کا ایک خاص طریق ہے کہ کس رنگ میں اسلامی دنیا میں انہوں نے تبلیغ کی ہے۔ اور بدقسمتی سے ان کی اس تبلیغ کے نتیجہ میں لکھوکھا مسلمانوں نے جو بڑے بڑے عظیم الشان خاندانوں میں سے تھے بلکہ بعض سادات کے خاندانوں میں سے بھی لوگوں نے عیسائیت قبول کی تو اس مختصر سے وقت میں جس رنگ میں عیسائی عیسائیت کو یا حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کی فضیلت کو آنحضرت ﷺ کے خلاف پیش کرتے ہیں، ان میں سے چند باتیں وقت کے لحاظ سے میں آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

یہ بات مد نظر رکھیں کہ حضرت رسولکریم ﷺ کو باوجود اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم دیا تھا کہ آپ ﷺ اس مقام عظیم پر فائز ہیں جس سے بڑھ کر اور کوئی مقام اور مرتبہ نہیں، آپ اس بات کو پسند نہیں فرماتے تھے کہ دوسرے مذاہب والوں کے سامنے آپ ﷺ کے اس مقام کو اس رنگ میں پیش کیا جائے کہ ان کی دل آزاری ہو۔ اگر کسی نے حضرت موسیٰؑ یا حضرت عیسیٰؑ کی قوم کے کسی شخص کو یہ کہا کہ آنحضرت ﷺ ان کے انبیاؑ سے بڑھ کر ہیں تو آپ ﷺ نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ ایک حدیث جسکے راوی حضرت عمرؓ ہیں، حضور ﷺ فرماتے ہیں "مسلمانوں میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریمؑ کی تعریف کی ہے کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ پس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں" (مدارج النبوۃ، زادالمعاد، شمائل ترمذی)۔ بعض عیسائیوں نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ ڈنمارک کے ایک بڑے مشہور عیسائی مبلغ جو مڈل ایسٹ میں رہے ہیں اور انکا واسطہ ہمارے احمدی مبلغین سے بھی پڑا ہے، ایک دن انہوں نے ہمارے مبلغ کو یہ سوال بھجوایا کہ دیکھیں آنحضرت ﷺ سے حضرت مسیح ابن مریم نعوذ باللہ بہت بڑھ کر صاحب فضیلت تھے۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ میں اس دعویٰ کی دلیل قرآن کریم سے ہی پیش کرتا ہوں اور انہوں نے یہ دلیل پیش کی کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کو بذریعہ وحی فرما رہا ہے لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (مریم ۱۹،۲۰) یعنی میں تجھے ایک ایسا لڑکا عطا کروں گا جو ذکی ہو گا۔ ذکی عربی میں کہتے ہیں پاک کو۔ نیک خصلت کو، پاک اطوار ہوں جس کے۔ اور اس نے کہا کہ پورے قرآن میں کسی اور نبی کے بارہ میں یہ نہیں کہا گیا۔ اس وجہ سے حضرت مسیحؑ کے علاوہ کسی شخص کو پاک نہیں کہا جا سکتا۔

یہ اس کی اپنی ناقص سمجھ تھی حالانکہ وہ اگر تھوڑا سا اپنی انجیل پر بھی غور کرتا تو یہ بات وہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض باتیں تعریف میں کہی جاتی ہیں اور بعض باتیں دفاع میں کہی جاتی ہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ (بقرہ ۱۰۳) یعنی حضرت سلمانؑ نے کفر نہیں کیا۔ اب یہ صرف حضرت سلمان کے بارے میں کہا گیا ہے، کسی اور نبی کے بارے میں نہیں کہا گیا، حضرت مسیحؑ کے بارے میں بھی نہیں تو کیا وہ یہ بات تسلیم کرلیں گے کہ حضرت مسیحؑ نے کفر کیا تھا یا نہیں کیا تھا! اسی طرح نبیوں میں حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا (مریم ۴۲) نبی تو وہ تھے ہی لیکن وہ صدیق بھی تھے۔ اب یہ تو درست ہے کہ ہر نبی صدیق ہوتا ہے لیکن کسی اور نبی کو صدیق نہیں کہا گیا، ابراہیمؑ کو کیوں کہا گیا۔ یہ دراصل تعریف میں نہیں بلکہ دفاع میں کہا گیا ہے۔ دفاع کی وجہ یہ ہے کی حضرت ابراہیمؑ کی قوم نے آپ پر الزام لگایا کہ آپ نے نعوذ باللہ تین جھوٹ بولے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے وہاں حضرت ابراہیمؑ کے دفاع میں صرف نبی نہیں کہا بلکہ اس کے ساتھ صدیق بھی کہا، اس جھوٹے الزام کے دفاع کے لیے کہ کوئی نبی نعوذ باللہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ ہر نبی ہمیشہ صدیق ہوتا ہے۔ اسی طرح حضرت سلمانؑ پہ ان کی قوم نے یہ الزام لگایا تھا کہ انہوں نے کفر کیا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ حضرت سلمانؑ نے کفر نہیں کیا۔

یہ بات مد نظر رہے کہ جب حضرت مسیح ابن مریمؑ کی بعثت ہوئی تو اس وقت دو قومیں ان کے سامنے تھیں، ایک وہ جنہوں نے آپ کا انکار کر دیا اور دوسرے آپ کے ماننے والے۔ جنہوں نے آپ کا انکار کیا اور صاف کہہ دیا کی ہم اس شخص کو نبی مان ہی نہیں سکتے کیونکہ نعوذ باللہ ان کے حسب و نسب پاکیزہ نہیں ہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں یہ یقیناً پاکیزہ ہے۔

حضرت مسیحؑ کی پاکیزگی کا بھی دفاع کیا۔ حضرت مسیحؑ کے حسب و نسب پر تو صرف یہودیوں نے انگلی اٹھائی بلکہ بد قسمتی سے ان اناجیل کو جو پادری پیش کرتے ہیں میں بھی نعوذ باللہ حضرت مسیحؑ کی جو تعریف بیان کی جاتی ہے وہ بھی تسلی بخش نہیں مثلاً خود ان کی طرف ایک قول منسوب کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ تو ایک راستباز اور استاد ہے یعنی نیک استاد ہے تو حضرت مسیحؑ نے اسے کہا مجھے نیک نہ کہو، نیک صرف خدا ہے۔ "اے استاد میں کونسی نیکی کروں۔۔۔۔۔ مجھ سے نیکی کی بابت کیوں پوچھتا ہے۔ نیک تو ایک ہی ہے" (متی ۱۸/۱۷، ۱۹) خود انہوں نے انکار کر دیا کہ میں نیک ہوں۔

اور اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ایک موقعہ پر یہودی چاہتے تھے کہ کسی طرح حضرت عیسیٰ کو trap کریں اور قانون کی گرفت میں لے آئیں۔ ایک زانیہ عورت جو زنا کے وقت پکڑی گئی اس کو پکڑ کر وہ لے آئے۔ تورات میں زنا کی سزا رجم ہے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو کہا کہ تو جو تورات کا بڑا عالم ہے اور اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اب یہ بتائیں کہ اس کے ساتھ کیا کریں۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس کی سزا رجم ہے، یہاں موجود لوگوں میں جس نے کوئی گناہ نہیں کیا وہ اس کے اوپر پہلے پتھر پھینکے۔ اب کسی نے پتھر نہیں پھینکا۔ چلیں یہ بات تو سمجھ آسکتی ہے کیونکہ عیسائیوں کا فلسفہ گناہ یہ ہے کہ ہر انسان گناہ گار ہے کیونکہ آدم نے گناہ کر دیا اور اس لیے نسل در نسل گناہ خون میں آرہا ہے اس لیے ہر شخص گناہ گار ہے۔ لیکن جس شخص نے یہ بات کہی اس کے بارہ میں تو عیسائی خود یہ کہتے ہیں کہ وہ گناہ گار نہیں تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا۔ آپ نے پتھر کیوں نہیں پھینکا؟ اس واقعہ کے مطابق، انجیل کے لحاظ سے ان کی پاکبازی ثابت نہیں لیکن قرآن مجید کا کمال ہے، اگرچہ عیسائی قرآن مجید کو نعوذ باللہ خدا کا کلام نہیں مانتے بلکہ محمد ﷺ کا کلام مانتے ہیں تو یہ کہنا چاہیئے کہ عیسائیوں کے نزدیک

محمد ﷺ کا یہ کمال ہے کہ بنی اسرائیل کا وہ نبی جسکے دشمن تو دشمن دوست بھی اسکی پاکیزگی ثابت نہیں کرسکتے مگر محمد ﷺ نے اسکی پاکیزگی کا اعلان فرمایا اور اسکی عصمت اور حرمت کی حفاظت فرمائی۔

عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی جو بھی جائز تعریف کریں ھمارے لیے قابل قبول ہے۔ قرآن کریم نے بھی حضرت عیسیٰؑ کو نبی اور ذکی قرار دیا ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کو صرف ذکی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی پاک کرنے والا کہا گیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ بات آپ ﷺ کے مقام کی عظمت کو ظاہر کرتی ہے۔ کیونکہ کسی شخص کا ذاتی طور پر نیک اور پاک ہونا ایک بات ہے اور اس کے مقابلے پر خدا تعالیٰ کسی کو یہ قوت اور تاثیر عطا کرے کہ وہ دوسروں کو بھی پاک کرے، یہ اس سے بھی بڑا مقام ہے اور یہی وہ مقام ہے جس کو اللہ تعالیٰ سورۃ جمعہ میں بیان فرماتا ہے

هُوَ الَّذِىۡ بَعَثَ فِى الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ [62:3]

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ رسول بھی امیّ ہے اور جس قوم کی طرف بھیجا گیا ہے وہ بھی امیّ ہے۔ اور یہ نبی صرف آیات کی تلاوت نہیں کرتا بلکہ اس کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ وہ دوسروں کو پاک کر دے گا۔

حضرت عیسیٰؑ جس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے وہ امیّ نہیں بلکہ بہت پڑھی لکھی قوم تھی اور ان میں پے در پے نبی آتے رہے تھے۔ اور جس قوم کی طرف آنحضرت ﷺ بھیجے گئے تھے وہ گناہوں میں

غرق دنیا کی ایک بدترین قوم تھی۔ جس کو نبوّت یا نبی کا کوئی علم نہیں تھا۔ ایسی قوم کو پاک کرنا حضور ﷺ کی عظیم الشان قوت قدسیہ کا اعجاز ہے۔ جو کہیں کسی تاریخ میں نہیں مل سکتا۔ پانچ وقت شراب پینے والی قوم کو شراب چھڑوا کر پانچ وقت کا نمازی بنانا اس کی ایک مثال ہے۔

(باقی آئندہ۔ انشاللہ)

شہدائے احمدیت کے نام

پی لیا ہے زندگی کا تم نے جام

جرائت و مردانگی سے جان دی

ہو گئے قربان مہدی کے غلام

خون دے کر تم نے دیں زندہ کیا

مل گیا ہے تم کو اب اعلیٰ مقام

یاد رکھیں گے تمہیں ہم بھی ہمیش

رحمتیں بھیجیں گے ہم تم پر مدام

لکھا جایگا تمہیں تاریخ میں

دین کے روشن ستارے شاد کام

دائمی تم زندگی سب پاگئے

ہو گیا تم سب کا اچھا اختتام

خون کے قطروں سے مولا پیدا کر

پھول پھل اور زندگی کے شیریں جام

ہے دعا مومن کی اے ربِ حفیظ

توؔ حفاظت کر ہماری صبح و شام

خواجہ عبدالمومن

دورد شریف سے خدا کا فیض اور فضل ملتا ہے

سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۵ ستمبر ۲۰۰۳ میں فرماتے ہیں۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹ دسمبر ۲۰۰۹)

حضرت مولانا عبدلکریم صاحب سیالکوٹی تحریر فرماتے ہیں

"ایک بار میں نے خود حضرت امام (مسیح موعود) سے سنا، فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت ﷺ کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں سے جاکر آنحضرت ﷺ کے سینہ میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لاانتہا نالیاں ہوتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی ہر حقدار کو پہنچتی ہیں" یعنی جو لوگ درود شریف بھیج رہے ہیں اور جس جس جوش سے بھیج رہے ہیں ان تک وہ اتنا حصہ پہنچتا رہتا ہے۔ یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت ﷺ دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ یعنی اب کوئی بھی فیض جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل ہونے ہیں بغیر آنحضرت ﷺ کی وساطت کے کسی شخص تک نہیں پہنچ سکتے۔

فرمایا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ کے اس عرش کو حرکت دینا۔ جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو لازم ہے کہ کثرت سے درود شریف پڑھے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔

(اخبار الحکم جلد ۷ نمبر ۸ پرچہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳)

ایک دفعہ نواب محمد علی خاں صاحب کو اپنی بعض مشکلات کی وجہ سے دعا کی تلقین کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا کہ،

"آپ درویشانہ سیرت سے ہر نماز کے بعد گیارہ دفعہ لاحول ولا قوۃ (۔) پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں، یاحی یاقیوم برحمتک استغیث۔ پھر نماز پوری کر کے سلام پھر دیں اور اپنے لیے دعا کریں" (مکتوبات احمدیہ جلد ہفتم حصہ اول صفحہ ۳۳)

تو یہاں کسی کو یہ خیال نہ آئے کہ پہلے تو حد نہیں لگائی تھی یہاں تو گنتی بتا دی ہے تو واضح ہو کہ پہلے حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے مخصوص حالات کی وجہ سے دعا کا طریق بتایا۔ دوسرے اس میں 'کم سے کم' کہا ہے کہ اتنی دفعہ ضرور پڑھیں۔ اصل بات وہی ہے درود میں قید کوئی نہیں کہ زیادہ سے زیادہ کتنا پڑھا جائے۔ جتنی توفیق ہے پڑھتے چلے جائیں اور اتنا ہی فیض پاتے چلے جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود کے (۔) میں بھی درود کا کثرت سے ذکر ملتا ہے۔

اعجاز المسیح میں درج ہے کہ

"(اے لوگو) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمن ومنان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔ اور جس دل میں آپ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے ہی نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ اے اللہ! اس امی رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے (۔) کو بھی پانی سے سیر کیا۔ جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا اور انہیں پاک لوگوں میں داخل کر دیا"

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶،۵)

ایک الہام ہے۔ (۔) کہ نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور برے کاموں سے روک اور محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج۔ درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے۔

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار

پاک محمد مصطفےٰؐ نبیوں کا سردار

اہم امور میں مشاورت سے متعلق اُسوہٴ رسول ﷺ

مرسلہ منصور احمد ڈار

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران: ۱۶۰)

اور تو اس عظیم الشان رحمت کی وجہ سے (ہی) جو اللہ کی طرف سے (تجھے دی گئی) ہے۔ ان کے لئے نرم واقع ہوا ہے اور اگر تو بد اخلاق ہوتا اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے گرد سے تتر بتّر ہو جاتے۔ پس تو انہیں معاف کر دے اور ان کے لئے (خدا سے) بخشش مانگ اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ (لیا) کر۔ پھر جب تو (کسی بات کا) پختہ ارادہ کر لے تو اللہ پر توکل کر۔ اللہ توکل کرنے والوں سے یقیناً محبت کرتا ہے۔

سیرت نبویؐ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حکم الٰہی ''وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ'' کی تعمیل میں ہمیشہ صحابہ کرام سے اہم امور میں مشورہ طلب فرمایا کرتے تھے۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ بعض صحابہ نے بعض امور میں اجتماعی فائدہ کے پیش نظر از خود بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنی رائے کو پیش کیا اور اس کے درست ہونے کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے اس کو قبول فرمایا یہ بھی ''وَشَاوِرْهُمْ'' ہی کی ایک صورت ہے۔ آیئے اب سیرت نبوی سے اس خلق عظیم کے چند نمونے ملاحظہ کرتے ہیں۔

جنگ بدر کے موقعہ پر جب آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ کے مسلمانوں کی طرف جنگ کی نیت سے نکلنے کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہؓ سے اس سلسلہ میں مشورہ طلب فرمایا۔ مہاجرین نے اس موقعہ پر بہت اچھی بات کی اور ان میں سے حضرت مقداد بن عمروؓ نے کہا: اے رسول خدا، آپ وہی کریں جس کا خدا نے آپ کو حکم دیا ہے، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم ہم آپ سے ویسا سلوک ہرگز نہیں کریں گے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا۔ جب انہوں نے کہا

کہ جاتو اور تیرا رب جاکر لڑتے پھرو ہم تو یہاں سے نہیں ہلنے والے۔ لیکن ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو نہ روندلے"۔ اس پرجوش تقریر پر آپؐ بہت خوش ہوئے اور حضرت مقداد کو دعا دی۔

اس کے بعد آپؐ نے دوبارہ اپنا وہی جملہ دہرایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو۔ درحقیقت آپؐ انصار کی رائے لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ بولے: "یارسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کے برحق ہونے کی تصدیق کی ہے۔ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ جو تعلیم آپ لے کر آئے ہیں وہ سچی تعلیم ہے اور اس پر کاربند رہنے اور آپؐ کی اطاعت کرنے پر ہم نے آپؐ سے عہد و پیمان کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپؐ جو کرنا چاہتے ہیں کریں ہمیشہ آپؐ ہمیں اپنے ساتھ پائیں گے۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر آپؐ ہمیں اپنے ساتھ اس سمندر میں بھی کودنے کو کہیں گے تو ہم میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو سمندر کی لہروں کا سینہ چیر کر آپؐ کے ساتھ نہ ہولے۔ اے رسول خدا! آپ کا ہمیں دشمن کے سامنے لاکھڑا کرنا ہمیں ہرگز ناگوار نہیں گزرا۔ ہم تو جنگوں میں ڈٹ کر مقابلہ کرنے والی قوم ہیں۔ اور شاید اب وہ وقت بہت قریب ہے جبکہ خدا تعالیٰ آپؐ کو ہماری طرف سے فدائیت کے وہ نظارے دکھلا دے گا جس سے آپؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی"۔ حضرت سعدؓ کی اس پرایمان اور پرجوش تقریر کو سن کر حضورؐ بہت خوش ہوئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ الجزء الثانی صفحہ ۲۶۶،۲۶۷۔ دارالقلم بیروت۔ الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۸۰ء اور تاریخ الطبری لابی جعفر الطبری الجزء الثانی صفحہ ۴۳۴ دار سویدان بیروت طبعہ ۱۹۷۰ء)

------*

جنگ بدر میں ہی جب کفار مکہ نے بدر کی وادی کے عدوۂ قصوی پر ڈیرہ ڈالا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کے ساتھ ماءِ بدر کے قریب پڑاؤ فرمایا۔ اس موقعہ پر حضرت حباب بن المنذرؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا، یارسول اللہ کیا اس مقام پر قیام کرنے کا حکم خدا نے آپ کو دیا ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر اس جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہوسکتے یا کہ پھر یہ آپ کی رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ رائے ہے اور جنگی حربہ ہے۔ اس پر حبابؓ نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر یہ جگہ ہمارے ٹھہرنے کی نہیں ہے بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں پانی کے اس کنارے پر پڑاؤ کرنا چاہئے جو کفار کے نزدیک ہے۔ اس طرح ہم پیچھے کی جانب زمین کھود کر حوض بنالیں گے اور پانی اس میں سٹور کرلیں گے۔ یوں جنگ کے دوران ہم تو پانی پی سکیں گے جبکہ وہ اس سے محروم رہیں گے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ مشورہ بہت پسند آیا چنانچہ آپ اٹھے اور وہی جگہ قیام کے لئے اختیار فرمائی جس کی طرف حبابؓ نے اشارہ کیا تھا۔ اور فرمایا اے حبابؓ تمہاری رائے واقعی بہت اچھی

ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ الجزء الثانی صفحہ ۲۷۲۔ دار القلم بیروت۔ الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۸۰ء --۔ الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثانی صفحہ ۱۱ دار الکتب العلمیہ الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۰ء)

------*

جنگ بدر میں اسلحہ سے لیس کفار کے جیش کبیر کے مقابلہ میں مٹھی بھر مسلمانوں اور قلت سامان حرب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے ہمکنار فرمایا۔ اس غزوہ میں جہاں مشرکین کے بڑے بڑے سردار مارے گئے وہاں ان کی ایک بڑی تعداد قیدیوں کی صورت میں مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئی۔ اب ان قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ اس معاملہ میں حضور ﷺ نے ایک دفعہ پھر صحابہ سے مشورہ طلب فرمایا۔ اس کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مشورہ تھا کہ ان قیدیوں کے ورثاء سے فدیہ لے کر ان کی جان بخشی کر دی جائے۔ یوں جہاں فدیہ کے مال سے دشمن کے مقابلہ میں مسلمانوں کی قوت میں مزید اضافہ ہو گا وہاں یہ بھی امید ہو گی کہ ان رہا شدہ قیدیوں کو شاید اللہ تعالیٰ ہدایت دے دے اور یہ اسلام قبول کر لیں۔ جبکہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے خدا کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے اور یہ سب آئمۃ الکفر ہیں لہٰذا ان کا قتل کرنا ہی بہتر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے دونوں مشورے سنے اور رحمت کا پہلو اختیار کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کے مطابق فیصلہ صادر فرمایا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب امداد الملائکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم حدیث نمبر ۱۷۶۳۔ اور تاریخ طبری الجزء الثانی صفحہ ۴۷۴،۴۷۵ دار سویدان بیروت طبعۃ ۱۹۷۰)

------*

جنگ احد کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ پھر صحابہ سے فرمایا کہ مجھے مشورہ دیں کہ کیا کریں؟ آیا ہم مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا سامنا کریں یا پھر مدینہ میں ہی رہیں اور اگر دشمن اس میں داخل ہونے کی کوشش کرے تو اس کا مقابلہ کریں۔ اس سلسلہ میں اکثر بزرگ صحابہ نے یہی مشورہ دیا کہ مدینہ سے باہر نہ نکلا جائے۔ جبکہ صحابہ کی ایک بڑی تعداد نے جو کہ جنگ بدر میں شمولیت کی سعادت سے محروم رہ گئے تھے، مدینہ چھوڑنے اور باہر نکل کر دشمن سے لڑنے کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ یا رسول اللہ آپ ہمیں لے کر دشمن کی طرف نکلیں تا کہ وہ یہ نہ سمجھے کہ ہم بزدل اور کمزور ہیں۔ آنحضرت ﷺ

بذات خود مدینہ میں رہ کر دفاع کرنے والی رائے کے حق میں تھے۔ لیکن مدینہ سے نکلنے والی رائے کے حامی صحابہ کے مسلسل اصرار کرنے پر آپؐ نے اسے قبول فرمالیا۔ چنانچہ اپنے گھر تشریف لے گئے، ذرعہ پہنی، اپنا اسلحہ اٹھایا اور نکلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ دوسری طرف مدینہ سے نکلنے پر اصرار کرنے والے صحابہ کو شاید اپنی غلطی کا احساس ہوا لہذا جب آپؐ باہر تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ شاید ہم نے بے جا اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے اب اگر آپ پسند فرمائیں تو بے شک مدینہ میں ہی رہیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ یہاں پر ”فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ“ کا عظیم الشان نظارہ دیکھنے میں آیا۔ جبکہ آپؐ نے فرمایا: ”کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ اگر اس نے جنگ کی غرض سے اپنی ذرع پہن لی ہو تو پھر جنگ کئے بغیر اس کو اتار دے“۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ الجزء الثالث صفحہ ۶۸،۶۷۔ اور مسند احمد بن حنبل الجزء الثالث صفحہ ۳۵۱ المکتب الاسلامی۔ الطبعہ الخامسہ ۱۹۸۵ء)

------*

جنگ خندق کے موقع پر جب آنحضرت ﷺ کو قریش مکہ اور دیگر احزاب وقبائل مشرکین کے مسلمانوں کی طرف خروج کی خبر ملی تو آپؐ نے صحابہ کو جمع کیا اور انہیں دشمن کے عزائم کے بارہ میں آگاہ کر کے مشورہ طلب فرمایا تا کہ ان کے سدباب کے لئے کوئی حکمت عملی اختیار کی جاسکے۔ اس کے جواب میں صحابہ کرام کی طرف سے کئی آراء پیش کی گئیں جن میں سے ایک رائے حضرت سلمان فارسیؓ کی تھی۔ آپؓ نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ہمارے ملک میں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی تو ہم دشمن سے بچاؤ کی خاطر شہر کے گرد خندق کھود دیتے اور خود اندر رہ کر اپنا دفاع کرتے۔ یہ بات آنحضرت ﷺ کو بہت پسند آئی اور اس پر ہی عمل کر کے خندق کھودی گئی۔ واضح رہے کہ عربوں میں جنگ کے دوران اپنی حفاظت کے لئے خندق کھودنے کا رواج نہیں تھا اس لئے جب مشرکین کا دس ہزاری لشکر مدینہ پہنچا تو وہ خندق دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ حربہ عربوں نے تو کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثانی صفحہ ۵۱ دار الکتب العلمیہ بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۰ء اور کتاب المغازی للواقدی الجزء الثانی صفحہ ۴۴۵ عالم الکتب بیروت الطبعہ ۱۹۶۶ء)

------*

جنگ خندق میں ہی جب بنو قریظہ نے عہد شکنی کرتے ہوئے مشرکین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کی

ٹھان لی اور دیگر بڑے قبائل میں سے بنی فزارہ، بنی مُرّہ اور بنی غطفان بھی ان کے ساتھ شامل ہوگئے۔ ایسے میں منافقوں نے طرح طرح کی حوصلہ پست کرنے والی باتیں پھیلانی شروع کردیں مثلاً یہ کہ محمد تو ہم سے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کے وعدے کیا کرتا تھا اور آج ہماری یہ حالت ہوگئی ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکتے۔ ایسی باتیں یقیناً جنگ کے دوران خطرناک ثابت ہو سکتی ہیں لہذا شاید آنحضور ﷺ نے صحابہ کی قوتِ ایمانی، ان کے الٰہی نصرت و تائید پر اعتماد اور اعلائے کلمہ حق کی خاطر ان کے جوش و جذبہ کو پرکھنا چاہا۔ چنانچہ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیوں نہ ہم ''غطفان'' سے مدینہ کی ایک تہائی پھلوں کی پیشکش کے عوض صلح کا ہاتھ بڑھائیں۔ اس سلسلہ میں آپؐ نے حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت سعد بن عبادہؓ سے مشورہ طلب فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ایسا کرنا آپ کی ذاتی خواہش ہے یا اس کے کرنے کا خدا تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا ہے یا پھر آپ ایسا صرف ہماری خاطر کرنا چاہتے ہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا بلکہ یہ میں تمہاری ہی خاطر کرنا چاہتا ہوں تاکہ کفار کی قوت کو کسی قدر کم کیا جاسکے۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ نے کہا ''اگر ایسا ہے تو خدا کی قسم پھر ہم ان کو سوائے تلوار کی دھار کے اور کچھ نہیں دیں گے''۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام الجزء الثالث صفحہ ۲۲۶،۲۳۴۔ دار القلم بیروت الطبعہ الاولیٰ ۱۹۸۰ء)

------*

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد بیت اللہ کا قصد کرتے ہوئے نکلے تو راستے میں آپ کو اطلاع ملی کہ قریش آپ کو اس ارادہ سے روکنے کے لئے جمع ہو چکے ہیں اور اگر آپؐ نہ رکے تو وہ آپؐ کے ساتھ جنگ کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ ایسے موقع پر آپؐ نے ایک دفعہ پھر ''اشیروا علیّ ایھا الناس'' کی آواز بلند فرمائی۔ یعنی اے لوگو مجھے اپنے مشورہ سے آگاہ کرو۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کسی کو قتل کرنے یا کسی کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ لے کر نہیں بلکہ بیت الحرام کی زیارت کی خاطر نکلے ہیں لہذا آپؐ چلتے چلیں اور اگر کسی نے ہمیں اس نیک ارادہ سے روکا تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

------*

صلح حدیبیہ ہی کے موقعہ پر جب بظاہر آنحضرت ﷺ نے قریش مکہ کے تمام مطالبات کو قبول فرمالیا جن میں اس دفعہ حج کئے بغیر واپس جانے کا مطالبہ بھی تھا۔ صحابہ کرامؓ پر یہ بات بہت شاق گزری خصوصاً اس لئے بھی کہ وہ زیارت کعبۃ اللہ کی نیت سے میل ہا میل کے مسافت طے کر کے آئے تھے اور اپنی قربانیاں بھی ساتھ لائے تھے ایسی صورت میں ایک حج نہ

کرنے کا صدمہ اور دوسرا رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ اپنی قربانیاں یہیں پر ذبح کر دو اور اپنے سر منڈواؤ۔ اس پر صحابہ کرام جو پہلے ہی غم و حزن کی کیفیت سے گزر رہے تھے گویا کہ اپنی جگہ پر جامد سے ہو گئے اور کوئی بھی قربانیوں کی طرف نہ بڑھا۔ صحابہ کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے اور ان کے سامنے سارا ماجرا بیان فرمایا۔ اس پر حضرت ام سلمہؓ نے آپ کو مشورہ دیتے ہوئے کہا ”یارسول اللہ! لوگ غم کی کیفیت میں ہیں اور ان کا یہ حال نعوذ باللہ نافرمانی کی نیت سے نہیں ہے اور اس کی دلیل یہ ہوگی کہ آپ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے بات کئے بغیر جا کر اپنی قربانی ذبح کر دیں اور سر منڈوا دیں پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ آپ کو یہ مشورہ بہت بھلا معلوم ہوا چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہؓ نے یہ منظر دیکھا تو وہ اپنی قربانیوں کی طرف لپکے اور آن کی آن میں ان کو ذبح کر دیا اور اتنی تیزی سے ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے کہ جلدی کی وجہ سے بعض صحابہ اپنے ساتھیوں کو زخمی کرنے لگے۔

(کتاب المغازی للواقدی الجزء الثانی صفحہ ۶۱۶، ۶۱۳۔ عالم الکتب بیروت۔ طبعہ ۱۹۷۶ء)

(مطبوعہ: الفضل انٹر نیشنل ۲؍ اپریل ۱۹۹۹ء تا ۸؍ اپریل ۱۹۹۹ء)

لمبی عمر پانے کا نسخہ

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ”دوسروں کے لئے دعا کرنے میں ایک عظیم الشّان فائدہ یہ بھی ہے کہ عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ وعدہ کیا ہے کہ جو لوگ دوسروں کو نفع پہنچاتے ہیں اور مفید وجود ہوتے ہیں، ان کی عمر دراز ہوتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا ۔ امّا ما ینفع النّاس فیمکث فی الارض (الرعد۔۱۸) اور دوسری قسم کی ہمدردیاں چونکہ محدود ہیں، اس لیے خصوصیّت کے ساتھ جو خیر جاری قرار دی جاسکتی ہے وہ یہی دعا کی خیر جاری ہے، جبکہ خیر کا نفع کثرت سے ہے تو اس آیت کا فائدہ ہم سب سے زیادہ دعا کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو دنیا میں خیر کا موجب ہوتا ہے، اس کی عمر دراز ہوتی ہے اور جو شرّ کا موجب ہوتا ہے وہ جلدی اٹھا لیا جاتا ہے“

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ ۳۵۳)

انصاراللہ کوئز

اراکین مجلس انصااللہ سے درخواست ہے کہ ذیل میں دیے گئے سوالات کے جوابات رسالہ چھپنے کے ایک ماہ کے اندر دیں۔ صحیح جوابات دینے والوں کے نام اگلے شمارے میں شائع کئے جائیں گے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام کیا ہے اور اس سے کیا مراد ہے؟

۲۔ آنحضور ﷺ کتنے اور کونسے غزوات میں بنفس نفیس خود شریک ہوئے؟

۳۔ جماعت احمدیہ کا نام جماعت احمدیہ کب رکھا گیا؟

۴۔ مجلس انصاراللہ کب قائم ہوئی اور اس کے قیام کا مقصد کیا ہے؟۔

۵۔ ناروے کے سب سے بڑے پہاڑ کا نام کیا ہے اور اسکی اونچائی کتنی ہے؟

۶۔ مسجد نور ناروے کا افتتاح کب اور کس نے کیا؟

۷۔ مشہور احمدی سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو کب اور کیوں نوبل انعام سے نوازا گیا؟

مالی قربانی

نصیر احمد صاحب

لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (سورۃ آل عمران آیت ۹۳)

ہر گز نہیں پاؤ گے تم نیکی یہاں تک کہ خرچ کرو تم اس سے جو تم پسند کرتے ہو۔

دنیا میں آج تک کوئی سلسلہ ایسا نہ تھا اور نہ ہے، خواہ دنیوی ہو یا دینی جو بغیر مال کے چل سکتا ہو۔ مالی قربانی کے سلسلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۵ ۔۵۴ میں فرماتے ہیں:

”۔۔۔۔۔جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے دور ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔۔“

مالی قربانی کے ہی سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس مشاورت ۱۹۴۶ کے موقعہ پر فرمایا:

” ہم ہمیشہ اپنی جماعت کے افراد سے یہ مطالبہ کیا کرتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہ مطالبہ کیا کرتے تھے کہ خدا کے لیے اپنی جانوں اور مالوں کو وقف کر دو۔ لیکن ہر زمانہ میں یہ معیار بدلتا چلا گیا ہے۔ پہلے دن جب لوگوں نے اس آواز کو سنا تو وہ آگے آئے اور انہوں نے کہا ہماری جان اور ہمارا مال حاضر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے جواب کو سنا اور فرمایا تم نمازیں پڑھا

کرو، روزے رکھا کرو، اسلام احمدیت کو پھیلایا کرو اور اپنے مالوں میں سے کچھ نہ کچھ دین کی خدمت کے لے دیا کرو چاہے روپیہ میں سے دھیلہ ہی کیوں نہ ہو۔ لوگوں نے یہ سناتو ان کے دلوں میں حیرت پیدا ہوئی کہ کام تو بہت معمولی تھا پھر ہمیں یہ کیوں کہا گیا تھا کہ آؤ! اور اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کر دو۔ کچھ وقت گذرا تو لوگوں کو پھر آواز دی گئی کہ جان اور مال کی قربانی کا وقت آگیا ہے۔ لوگ پھر اپنی جانیں اور اموال لے کر حاضر ہوئے تو انہیں کہا گیا کہ تم روپیہ میں سے ایک پیسہ دے دیا کرو۔ اس پر کچھ مدت گذری تو مرکز سے پھر آواز بلند ہوئی کہ آؤ اپنی جانیں اور اموال دین کی خدمت کے لیے وقف کر دو۔ لوگ پھر آگے بڑھے تو انھیں کہا گیا کہ آئندہ پیسہ کی بجائے دو پیسہ روپیہ چندہ دیا کرو۔ یہ حالت اسی طرح بڑھتی چلی گئی۔ دھیلے سے یہ آواز شروع ہوئی تھی پھر پیسہ پر پہنچی پھر دو پیسہ پر پہنچی پھر کہا گیا اب دو پیسے کا سوال نہیں تین پیسے دیا کرو۔ تین پیسے دیتے رہے تو کہا گیا چار پیسے دیا کرو۔ پھر وقت آیا تو کہا گیا کہ اپنی جائیدادوں اور اپنی آمدنیوں کی وصیت کر دو۔ اور اس وصیت میں بھی کم سے کم دسویں حصہ کا مطالبہ کیا گیا۔ پھر کہا گیا دسواں حصہ بہت کم ہے تمہیں نواں حصہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ اس سے بھی بڑھ کر قربانی کریں۔ وہ لوگ جن کو خدا نے سمجھنے والا دل اور غور کرنے والا دماغ دیا ہے وہ تو جانتے ہیں کہ ہم کو قدم بقدم اس مقصد کے لیے قریب کیا جا رہا ہے جس کے بغیر قومیں کبھی زندہ نہیں رہ سکتیں لیکن بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قربانی اور ایثار کے الفاظ جو متواتر استعمال کیے جاتے ہیں حقیقت سے بالکل خالی ہیں۔ قربانی اور ایثار کے مالی لحاظ سے صرف اتنے معنی ہیں کہ روپیہ میں سے آنہ دے دیا یا آنہ نہ دیا تو ڈیڑھ آنہ دے دیا اور وقت کی قربانی کے لحاظ سے اس کے صرف اتنے معنی ہیں کہ چوبیس

گھنٹوں میں گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دیدیا اور ان کی نظروں سے یہ بات بالکل اوجھل ہو جاتی ہے کہ کسی دن سچ مچ ہمیں اپنی جان اور اپنا مال قربان کرنے کے لیے آگے بڑھنا پڑے گا۔۔۔بالکل ممکن ہے آخر میں جب۔۔۔۔ حقیقی اور سچی آواز خدا تعالیٰ کے نمائیندہ کے منہ سے نکلے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ فیصلہ ہو جائے کہ وہ آواز جو آج سے ۵۰۔۶۰ سال پہلے بلند کی جارہی تھی اس کا حقیقی ظہور تو اس غفلت کی بنا پر مرور زمانہ کی وجہ سے تم پر طاری ہو چکی ہو۔ تم میں سے بہت سے لوگ یہ گمان کرنے لگ جائیں گے کہ اب بھی جان اور مال کی قربانی کے معنی روپیہ پر ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینا ہے اور جان کی قربانی کے معنی ہفتہ یا مہینہ میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ وقت دے دینا ہے۔ حالانکہ وہ وقت ایک آنہ یا ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا نہیں ہو گا نہ اپنے اوقات میں سے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ دینے کا ہو گا بلکہ سارے کا سارا مال اور ساری کی ساری جان خدا تعالیٰ کی رہ میں قربان کر دینے کا وقت ہو گا۔۔۔اس وقت گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ وقت دینے کا سوال نہیں ہو گا بلکہ اپنی جان کو قربان کرنے کا سوال ہو گا۔ اور اس وقت آنہ ڈیڑھ آنہ چندہ دینے کا سوال نہیں ہو گا بلکہ سارے مال اور ساری جائیداد سے ایک لمحہ کے اندر دستبردار ہونے کا سوال ہو گا“

(الفضل ربوہ، ۱۰ اپریل ۱۹۶۲)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو مالی قربانی کی روح کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

انتخاب

اس کالم میں مختلف اخبارورسائل میں چھپنے والے مفید مضامین مختصراً قارئین کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

خوشگوار گھریلو زندگی کے لئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ماخوذ)

خوشگوار گھریلو زندگی دنیوی جنت ہے جو ہمیں بہت سی ذہنی پریشانیوں سے آزاد کرتی ہے اور اسی طرح ہمیں بہت سی جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔ عمومی صحت بہتر اور لمبی ہوتی ہے۔ نا خوشگوار گھریلو زندگی بہت سی ذہنی اور جسمانی بیماریوں کا باعث بنتی ہے جس میں ڈیپریشن، ذہنی دباؤ،بلڈ پریشر، شوگر، دل کی بیماریاں اور کئی اور جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں شامل ہیں۔ خوشگوار گھریلو زندگی کے ان اصولوں پر عمل کر کے آپ اپنے گھر کو جنت بناسکتے ہیں۔

ا۔ آج سے طے کریں کہ آپ نے اپنے گھر کو جنت نظیر بنا نا ہے۔ پھر اس کے لیے بھرپور کوشش کریں۔

۲۔ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ آپ کا ساتھی آپ سے مختلف ہے۔اس کی پسند ناپسند اور مشغلے آپ سے مختلف ہوں گے۔اس سے یہ توقع نہ کریں کہ وہ آپ کی طرح ہو، آپ کی طرح سوچے۔اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں۔اسے اسی طرح قبول کریں۔

۳۔ دنیا میں کوئی انسان مکمل نہیں، آپ بھی نہیں۔ آپ کے ساتھی میں اگر ۱۰ خامیاں ہیں تو ۱۰ خوبیاں بھی ضرور ہوں گی۔ اس کی خامیوں کی بجائے خوبیوں پر نظر رکھیں ۔ قطع نظر اس کے کہ آپ کا ساتھی کیسا ہے، اسکے بارے میں ایسی سوچ اور خیالات رکھیں جیسے آپ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپکا ساتھی ویسا ہی ہو جائے گا۔

۴۔ خوبیوں کو پر کشش بنانے کے لیے یہ مشق کریں۔ کسی پر سکون جگہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ یا لیٹ جائیں۔ ۵ لمبے سانس لیں۔ اب اپنے ساتھی کی خوبیوں کے بارے میں سوچیں۔ آپ کے دماغ میں ان خوبیوں کے ساتھ ساتھی کی تصویر بنے گی۔ اب تصویر کو رنگین کریں۔ روشن کر دیں۔ قریب لے آئیں۔ آپکے احساسات میں اضافہ ہو گا۔

۵۔ خامیوں کو برداشت کرنے کے لئے یہ مشق کریں۔ کسی پر سکون جگہ آنکھیں بند کر کے بیٹھ یا لیٹ جائیں۔ پانچ لمبے سانس لیں۔ اب اپنے ساتھی کی کسی ایسی عادت کے بارے میں سوچیں جو آپ کو بہت ڈسٹرب کرتی ہو۔ آپ کے دماغ میں اسکی تصویر بن جائے گی۔ اب اپنے آپ کو تصویر میں لمبا کریں۔ جوں جوں آپ اوپر جائیں گے وہ تصویر آپ سے دور ہوتی جائے گی۔ دھندلی اور غیرواضح ہوجائے گی اور آپکو زیادہ ڈسٹرب نہیں کرے گی۔ اب اپنے آپ کو مزید لمبا کریں ۔وہ تصویر بہت ہی دور اور غیر واضح ہو جائے گی۔ ہوسکتا ہے آپ کو نقطہ معلوم ہو۔ اب آپ کو وہ عادت ڈسٹرب نہیں کرے گی۔ ایک اور مشق میں اپنے آپ کو لمبا کرنے کی بجائے تصویر کو لمبا کریں۔ اب اس تصویر کو بلیک اینڈ وائٹ کردیں۔ غیر واضح اور مدھم کردیں۔ چھوٹا کردیں، دور لے جائیں، تصویر کی جگہ بدل دیں۔

اگر یہ تصویر آپ کے سامنے بن رہی ہے تو اسے دائیں بائیں یا اوپر نیچے لے جاکر دیکھیں حتیٰ کہ برے احساسات ختم ہوجائیں یا بہت کم رہ جائیں۔ اب آپکے ساتھی کی وہ عادت آپ کو پہلے کی طرح ڈسٹرب نہیں کرے گی۔

۔ساتھی کی خامیوں کو خوبیوں میں بدل کر بیان کریں۔ مثلاً بدھو اور بےوقوف کہنے کی بجائے بھولی اور سیدھی کہیں۔

٦۔ ساتھی کی تعریف کریں اور دل کھول کر کریں ۔ اسے بار بار اچھا کہیں ۔ خاص طور پر لوگوں کے سامنے اسکی خوبیوں کا ذکر کریں۔اسے بتائیں کہ اس کی وجہ سے گھر کا نظام شاندار طریقے سے چل رہا ہے۔ یہ تعریف آپکے ساتھی کو بے پناہ خوشی دے گی۔ اس کے بدلے میں وہ آپ کو خوشی دینے کی کوشش کرے گا۔ بیوی کے سامنے دوسری عورتوں کی تعریف ہر گز نہ کریں۔ خصوصاً اپنی ماں اور بہن کے ساتھ موازنہ اور مقابلہ بالکل نہ کریں۔

٧۔ ساتھی کو کبھی کبھار سرپرائز دیں۔ اچانک اسے کھانا کھلانے یا گھمانے پھرانے باہر لے جائیں۔اس سے اسے بے پناہ خوشی ملے گی۔

٨۔ ساتھی کے ساتھ وہی سلوک کریں جو آپ اپنے ساتھ چاہتے ہیں۔ اپنے سسرال والوں کو عزت اور احترام دیں۔اپنے ساس سسر کو وہی مقام دیں جو آپ اپنے والدین کو دیتے ہیں ٩۔ آپکی بیوی آپکی بیوی ہونے کے ساتھ بچوں کی ماں بھی ہے۔ آپ اپنی ماں کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنا پسند کریں گے وہی سلوک بچوں کی ماں کے ساتھ کریں۔

۱۰۔ ساتھی کے ساتھ مہمان جیسا سلوک کریں۔ مہمان سے اگرچائے وغیرہ گر جائے اور آپکا قالین خراب ہوجائے تو ظاہر ہے آپ کہیں گے کہ کوئی بات نہیں۔ آپ کا ساتھی ایسے رویہ کازیادہ مستحق ہے۔

۱۱۔ ساتھی کے عیب تلاش نہ کریں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ بھی عیب سے پاک نہیں۔ ساتھی کے کردار پر شک نہ کریں۔ اپنا کردار بھی ٹھیک رکھیں۔

۱۲۔ ساتھی پر تنقید نہ کریں۔ خصوصاً بچوں اور دوسرے لوگوں کے سامنے۔ اگر تنقید کرنا بہت ضروری ہو تواسکی بجائے اسکے کام پر تنقید کریں۔ تنقید ہمیشہ علیحدگی میں کریں اور تنقید سے پہلے اسکی تین چیزوں کی تعریف کریں۔

۱۳۔ ساتھی کی کبھی غیبت نہ کریں۔ خصوصاً اپنے ماں باپ اور بہن بھائیوں کے سامنے۔ اسکے خلاف نہ سنیں بلکہ اسکی مدافعت کریں۔

۱۴۔ ساتھی سے یہ توقع نہ رکھیں کہ وہ آپ کے دماغ کو پڑھ لے گی/گا۔ آپ کے جذبات کو جان لے گی/گا ۔ مثلاً اسے علم ہو جائے گا کہ آپکی طبیعت کیسی ہے؟آپ کیا چاہتے ہیں؟لہذا اسے بتائیں۔ کھل کر اظہار کریں۔ بات کریں۔ کہ وہ آپ کی/کا ساتھی ہے۔

۱۵۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ اسے اسکی غلطی پر معاف کر دیا جائے۔ آپ بھی اپنے ساتھی کی غلطی معاف کریں تا اللہ آپکی غلطیوں کی پردہ پوشی فرمائے۔

۱۶۔ میاں بیوی میں کبھی نہ کبھی تو تکرار اور لڑائی جھگڑا ہو ہی جاتا ہے۔ لڑائی ختم کرنے کے لئے لڑائی کی جگہ سے چلے جائیں ۔ ساتھی کے حوالے سے اپنا غصہ جمع نہ کرتے جائیں۔ یہ آپ کی صحت کو متاثر کرے گا۔ علیحدگی میں ساتھی سے غصے کا اظہار کریں۔ مگر اس وقت تک بات نہ کریں جب تک آپ پرسکون نہ ہو جائیں۔ اگر وہ معذرت کرلے تو اسے قبول کرلیں۔ساتھی سے بات نہ کرسکتے ہوں تو غصہ ختم کرنے کے لئے ساتھی کو غصے سے بھرپور خط لکھیں۔ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں، لکھیں۔ اسے ایک بار پڑھیں اور پھر پھاڑ دیں۔ یہ خط ساتھی کو ہرگز نہ دیں۔ آپ پرسکون ہو جائیں گے۔ اگر پھر بھی پرسکون نہ ہوں توساتھی (فرد مخالف) کی طرف سے خط کا جواب دیں۔ جس میں آپ کا ساتھی آپ کے جذبات کو نہ صرف سمجھ چکا ہو بلکہ معذرت بھی کرے۔اسکے بعد اپنی طرف سے پھر اس کا جواب لکھیں کہ جس میں آپ نے اپنے ساتھی کو معاف کر دیا ہو۔

تصور میں بھی ساتھی پر غصہ نکال کر پرسکون ہوسکتے ہیں۔

۱۷۔ دنیا میں ہرانسان سے غلطی ہوتی ہے۔ اگر آپ سے غلطی ہو جائے تو اسکا اعتراف کر لیں۔ صرف بہادر انسان ہی اپنی غلطی کا اعتراف کر سکتا ہے۔ اس سے دوسرے فرد کے دل میں آپکی عزت بڑھے گی۔ اپنے ساتھی کی خامیوں، کمزوریوں، کوتاہیوں اور رازوں کو اس کے خلاف استعمال نہ کریں۔ لڑائی جھگڑے میں ان باتوں کا طعنہ نہ دیں۔ یہ بہت ہی گھٹیا حرکت ہے۔ ۱۸۔ ساتھی کے حوالے سے اس طرح کے الفاظ "ہمیشہ یا کبھی نہیں" کبھی استعمال نہ کریں۔ مثلاََ یہ کہ آپ ہمیشہ کھانا دیر سے دیتی ہیں یا کہ میں نے کبھی خاوند کے گھر سکون نہیں پایا۔

۱۹۔ روزانہ چند کام اکٹھے مل کر کریں۔ واک، شاپنگ، اخبار، ٹی وی، گھر کے کچھ کام وغیرہ۔ ساتھی کے کندھے پر تھپکی،ہاتھ پکڑ نا،گردن پر مساج، پیار کا اظہار وغیرہ اسکے حوصلے میں اضافے کا باعث ہیں۔ ہوسکے تو گھریلو کاموں میں بیوی کی مدد کریں خصوصاً جب وہ تھکی ہوئی ہو۔آپ کی مدد سے اسے بے پناہ خوشی حاصل ہوگی۔

۲۰۔شادی کی بنیاد محبت ہے۔ ساتھی سے نہ صرف محبت کریں بلکہ اسکا زبان سے اظہار بھی کریں۔ دن میں کم از کم تین بار محبت کا اظہار کریں۔ فون کرکے بتائیں کہ آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کی پسند، نا پسند کا خیال رکھیں۔ دونوں اکٹھے بیٹھ جائیں اور الگ الگ کاغذ پر لکھیں کہ آپ کا ساتھی آپ سے محبت کا اظہار کیسے کرے، مثلا کون سی پانچ چیزیں کرے۔پھر کاغذ بدل لیں۔

۲۱۔ اپنے لباس اور صفائی کا خاص خیال رکھیں۔ ایک دوسرے کے پسند کی خوشبو لگائیں۔گھر سے جاتے ہوئے بیوی سے ضرور ملیں، خدا حافظ کہیں۔ رات کو زیادہ دیر گھر سے باہر نہ رہیں۔ضرور بتا کر جائیں کہ کہاں جا رہے ہیں اور کب لوٹیں گے۔ خاوند کام سے گھر آئے تو بیوی صاف ستھرے لباس میں اس کا استقبال کرے۔ خاوندہمیشہ مسکراتے چہرے سے ملے۔ اس سے پیار کا اظہار کرے۔ کم از کم دن میں ایک بار کھانا ضرور اکٹھا کھائیں۔ ۲۲۔ بیوی کو آپکا اس کی باتیں سننا بہت پسند ہے۔ اس کی باتوں کو توجہ سے سنیں۔ اس وقت ٹی وی، اخباریا کوئی دوسرا کام نہ کریں۔دن میں گپ شپ کے لیے کم از کم ۳۰ منٹ ضرور نکالیں۔اس کو مسائل کا حل نہ بتائیں بس اس کی باتیں سنیں۔ دھیمی آواز میں گفتگو کریں۔ کبھی ایک دوسرے پر چلائیں نہیں۔ جھگڑوں کی باتیں نہ کریں۔

۲۳۔ ایک دوسرے کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھیں۔آپ وہ باتیں نہ کریں جو آ پکے ساتھی کو پسند نہیں۔ مثلاً جرابیں ادھر ادھر پھینکنا، کپڑے نہ سنبھالنا، گھر کی صفائی وغیرہ نہ رکھنا۔ گھر سے باہر جاتے ہوئے بیوی سے پوچھ لیں کہ بازار سے کوئی چیز تو نہیں لانی۔ اس کا ہاتھ تھامنے کے بعد اسے پہلے چھوڑنے کی کوشش نہ کریں۔ باہر جاتے ہوئے گاڑی کا دروازہ بیوی کے لئے کھولیں۔اسے عزت و احترام دیں۔ اگر اس کی طبیعت خراب ہو تو اس کا حال پوچھتے رہیں، بخار کی صورت میں اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھیں۔

۲۴۔ وعدہ کریں تو جلد پورا کرنے کی کوشش کریں۔کبھی کبھی اپنے ساتھی کو کوئی تحفہ دیں۔ مثلاً اگر آپ کام کے سلسلہ میں شہر سے باہر گئے ہیں تو واپسی پر بیوی کی پسند کی چیز لے کر آئیں۔وہاں سے کارڈ بھی بھیج سکتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ تحفے کا قیمتی ہونا ضروری نہیں۔ پھول، چاکلیٹ، آئسکریم، رسالہ وغیرہ۔

۲۵۔ ایک دوسرے سے کبھی جھوٹ نہ بولیں۔ اہم گھریلو معاملات میں ایک دوسرے سے مشورہ کریں۔

۲۶۔ ہفتہ میں ایک بار دونوں بچوں کے بغیر ضرور باہر نکلیں۔ باہر کھانا کھائیں، آئس کریم کھائیں۔ مردوں کے لئے گھر سکون کی جگہ ہے مگر عورت کے لئے گھر کام کاج کی جگہ ہے۔ اسے گھر سے باہر نکل کر سکون ملتا ہے۔ چند گھنٹے کسی پارک میں گذاریں۔ گپ شپ لگائیں مگر متنازعہ باتیں نہ چھیڑیں۔ ممکن ہو تو سال میں ایک دفعہ ساری فیملی ایک ہفتہ کے لئے تفریح کے لئے کسی پسندیدہ جگہ چلے جائیں۔

۲۷۔ بچوں کے مقابلہ پر ساتھی کا ساتھ دیں۔ ساتھی کی عزت کریں۔ اگر بچوں کے سامنے اپنے ساتھی کی عزت کریں گے تو بچے بھی آپکے ساتھی کی عزت کریں گے۔

۲۸۔ ساس بہو کا جھگڑا ہمارے معاشرے کا حصہ ہے۔ ساس بہو کے جھگڑے میں بیوی سے ہمدردی کریں۔ اسے حوصلہ دیں، دلجوئی کریں، تسلی دیں، بیوی کی طرفداری کریں۔ اگر بیوی کی غلطی ہو تو اسے پیار سے سمجھائیں۔ اگر والدہ کی غلطی ہے تو آپ اس کا اعتراف کریں۔ بیوی کو بتائیں کہ وہ آپ کی ماں ہے۔آپ اسے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اگر موقع ملے تو ماں کو شائستگی کے ساتھ سمجھائیں۔ تاہم بیوی کی باتوں کو توجہ سے سنیں۔اسے حل کی نہیں سنے جانے کی ضرورت ہے۔

۲۹۔ گھر میں اگر کوئی مسئلہ پیدا ہو تو اسے دفتری مسئلے کی طرح اہمیت دیں۔ دوسرے کا نقطہ نظر سنیں۔ مسئلے کو فوری حل کرنے کی کوشش کریں۔ بیوی پر فیصلہ مسلط نہ کریں۔ اس کی سنیں ہو سکتا ہے اس کے پاس آپ سے بہتر مسئلے کا حل ہو۔ ۳۰۔ جوں ہی آپ کو اپنے ساتھی کی کوئی چیز پریشان کرے تو اسے نظرانداز نہ کریں ، فوراً اچھے طریقے سےاسے بتائیں کہ اس کی یہ چیز آپ کو تنگ کر رہی ہے۔ آپ اس سلسلہ میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ الزام نہ دیں۔ اپنے ساتھی کی بات کا کبھی غلط نتیجہ نہ نکالیں، جلدبازی نہ کریں، بدگمانی نہ کریں۔ اس سے پوچھیں کہ فلاں بات سے اس کا کیا مطلب تھا۔ اصل مطلب جان کر آپ پرسکون ہو جائیں گے۔ ۳۱۔ جب اسے سہارے کی ضرورت ہواس وقت اسے غلط ٹھہرائے بغیر سہارا دیں۔ جب اسے آپ سے دکھ پہنچے تو اس کی جانب محبت بھری نظروں سے دیکھیں اور کہیں کہ "مجھے اس پریشانی کے لیے معاف کردیں"

۳۲۔ بچوں کے ساتھ روزانہ کچھ وقت گذاریں، ان کے ساتھ کھیلیں۔ ان کے ساتھ محبت کرنا کافی نہیں بلکہ محبت کا اظہار کیجیئے۔ خاوند کے لئے اس کی زندگی میں اس کے والدین کے بعد سب سے اہم شخصیت اس کی بیوی اوراسکے بعد اسکے بچے ہوں۔ اس کے اپنے بہن بھائیوں سے بھی اہم!

۔جس طرح آپ اپنے ساتھی کو دیکھنا چاہتے ہیں ویسا اسے تصور میں دن میں دو تین بار دس پندرہ منٹ کے دیکھیں اور ایسا دو تین ماہ کریں، وہ حقیقت میں ایسا ہو جائے گا !!! اپنے لئے اپنے ساتھی کے لئے اور اپنے بچوں کے لئے دعاوں سے مدد لیتے رہیں۔ اللہ کرے کہ ہمارا ہر گھر جنت نظیر بن جائے۔ آمین۔

کیا آپ جانتے ہیں

۔ایک سیب روزانہ کھانے سے انسان بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔سیب کا نعم البدل گاجر ہے۔

۔ناروے میں ہر سال تقریباً اڑھائی ہزار افراد پھیپھڑوں کے کینسر کا شکار ہوتے ہیں۔اسکی بڑی وجہ سگریٹ نوشی ہے۔

۔سردیوں میں سورج نہ نکلنے کی وجہ سے آپ وٹامن ڈی کی کمی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

۔روزانہ آدھے سے ایک گھنٹہ تیز چلنا آپ کی صحت کے لیے نہایت مفید اور ضروری ہے۔

قرآن پر عمل کرنے میں ہی ہماری نجات ہے

وسیم احمد چوہدری قائد تعلیم القرآن

قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الاعراف آیت ۲۰۵)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو سنا کرو۔ اور چپ رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ کتاب جس کو خاموشی سے سننے پر خدا تعالیٰ رحم فرماتا ہے تو اس کو پڑھنے پر کتنا نوازتا ہوگا۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن پاک کے شروع ہی میں خدا تعالیٰ نے اس کو دنیا میں بھیجنے کی غرض بھی بیان کر دی ہے یعنی هُدًى لِّلْمُتَّقِيْن کہ ہدایت ہے متقیوں کے لئے سو یاد رکھنا چاہیے کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو تقویٰ شعار نیک انسانوں کے لئے ہی ہدایت کا موجب بنتی ہے۔ خدا اور اس کے رسول کا مدعا و مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کو ابدی زندگی نصیب ہو اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں قرآن جیسی پیاری کتاب عطا کی جس میں زندگی سے متعلق تمام امور کی وضاحت موجود ہے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ

”تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی“۔ (کشتی نوح صفحہ ۲۸)

حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس فرماتے ہیں کہ

" قرآن کو غور سے پڑھو اس پر تدبر کرو سوچو اور اس میں دئے گئے احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اگر ہمیشہ کی ہدایت پانی ہے۔ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا لطف اٹھانا ہے تو پھر اس تعلیم پر عمل کرنا بھی ضروری ہے جو خدا نے ہمیں قرآن کریم میں دی ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اپریل ۲۰۰۴)

حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کا مقصد قرآن کی محبت کو لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنا اور اس کے مطالب اور تفسیر کو صحیح طور پر دنیا کے سامنے پیش کرنا اور اس کے ذریعے دین کو زندہ کرنا تھا آپ فرماتے ہیں کہ

" سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاو۔ میں تمھیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکموں میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔"

جس طرح خدا تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں تمام گذشتہ انبیاء کے کمالات جمع کر دئے اسی طرح تمام خوبیاں اور کمالات جو گذشتہ کتب میں تھیں وہ قرآن پاک میں جمع کر دیں، یعنی یہ وہ کتاب ہے جس نے سارے زمانے کی اصلاح کرنی ہے۔ اس کتاب کا مقصد خدا کی راہ سے بھٹکے ہوئے انسانوں کو وحشیانہ حالت سے انسان بنانا اور پھر انسان سے باخدا انسان بنانا ہے

قرآن ایک ایسی کتاب ہے جو کہ ایک بہت پاکیزہ اور گہرا اثر رکھتی ہے جس کے الفاظ دلوں کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کے مطالب کو نہیں بھی سمجھتے ان کو بھی اس کی تلاوت مسحور کرتی ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اسلام لانے کے واقع سے تو ہم سب واقف ہیں کہ کس طرح پہلے یہ بات

سن کر کہ ان کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو گئے ہیں آگ بگولہ ہو جاتے ہیں مگر جب اس کی تلاوت خود سنتے ہیں تو فوراً مسلمان ہو جاتے ہیں، نہ صرف مسلمان بلکہ آنحضور ﷺ کے جاں نثاروں میں شمار ہوئے۔

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے　　　　بے اس کے معرفت کا چمن نا تمام ہے

....

۔حریص آدمی ساری دنیا لے کر بھی بھوکا ہے اور قانع ایک روٹی سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے۔

۔اس کی ہمت پر قربان جو نیک کام اخلاص سے کرتا ہے۔

۔جو تو نہیں جانتا وہ کسی سے پوچھ لے کیونکہ یہ تیرے لیے بہت بہتر ہے ورنہ ذلیل و خوار ہو گا۔

۔کمزور پر رحم کرو گے تو زبردستوں کے ظلم سے بچ جاوگے۔

۔آہستہ آہستہ مگر مسلسل چلنا کامیابی کی ضمانت ہے۔

- حسد کرنے والے کے لئے یہی سزا کافی ہے کہ جب تم خوش ہوتے ہو تو وہ اداس ہو جاتا ہے

دیر سے۔۔۔

تعاقب میں میرے وطن کے لگی ہے ، کسی کی کوئی بددعا دیر سے
ہر اک سمت سے ڈھانپتی جا رہی ہے ، نحوست کی کالی گھٹا دیر سے

ہر اک شخص حق بات کہنے سے پہلے ، کن اکھیوں سے چاروں طرف دیکھتا ہے
مناسب سے الفاظ پھر ڈھونڈتا ہے ، بیاں کرتا ہے مدّعا دیر سے

امیر و وزیر اپنے اپنے مسلح محافظ کے نرغے میں سہمے ہوئے ہیں
ہر اک کو یہ ڈر کہ بشکلِ محافظ ، نہ پیچھے لگی ہو قضا دیر سے

یہاں عقل و ادراک دہشت زدہ ہیں ، یہاں حرفِ دانش کا چہرہ ہے پیلا
دلوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہے ، نہیں آگہی کا پتہ دیر سے

ہر اک تُند خو اپنے ہاتھوں سے ، قانون و انصاف کی دھجیاں کر رہا ہے
خود اپنی بنائی عدالت میں بیٹھا دیئے جا رہا ہے سزا دیر سے

یہاں اپنی رائے کا اظہار کرنا ، ہے اک جُرم اور جُرم گردن کشی ہے
ضمانت نہ سر کی نہ ٹوپی کی کوئی ، یہی ہے چلن جابجا دیر سے

شریعت کا ٹھیکہ تو مُلا نے اب سے کئی سو برس پیشتر لے لیا تھا
مگر پھر بھی میرا خدا لگ رہا ہے ، مجھے مولوی سے خفا دیر سے

شریعت کے ظاہر پہ عاشق ہے مُلا ، نہیں جانتا عصرِ نو کے تقاضے
سمجھتا ہے ڈنڈے کو ہر دُکھ کا دارو یہی بانٹتا ہے دوا دیر سے
دلِ شوخ کے ولولے مر گئے ، ہم وطن میں اچھوتوں کا جیون جیئے
زندگی تو گذاری پہ چکّھا نہیں ، زندگی کا کوئی ذائقہ دیر سے
یہاں پر تو وہ فصل بھی ہم نے کاٹی ، خیالوں میں بھی جس کو بویا نہیں تھا
خدا جانے بندر کے سر ڈال دی ہے ، طویلے کی کس نے بلا دیر سے
تمہیں اپنی آزادیاں ہوں مبارک ، ہمارے لئے خیر مانگو خدا سے
کہ ہم صید آسان ہیں بھیڑیوں کا ، محافظ ہیں بے اعتنا دیر سے
کھلی اور تازہ فضاؤں میں اُڑنا ، بُھلانا نہ بے بال و پر بھائیوں کو
سلاخوں کے پیچھے جو دن گِن رہے ہیں ، اسیرانِ راہِ خدا دیر سے
نہیں اپنی کچھ بھی یہاں آبروؔ اب کہ پانی سے سستا ہے اپنا لہو اب
خدا ہی کرے گا ہمیں سُرخرو اب ، ہے مطلوب اس کی رضا دیر سے
یہی مصلحت کا تقاضا ہے عرشیؔ کہ لب بھینچ لو یا وطن چھوڑ دو اب
تمہیں قتل کرنا تو اک شغل ٹھہرا ، ہے جاری یہ مشقِ جفا دیر سے

ارشاد عرشی ملک

Hadith

(utvalgte tradisjoner)

Den ærverdige profeten Mohammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) sa:

For Allah har martyrdom seks særpreg: han blir tilgitt idet øyeblikket da den første dråpen av hans blod blir spilt, han ser sin plass i paradiset, han blir gitt tilflukt fra pinslene i graven, han blir brakt i fred fra rastløsthet, han bærer en krone av verdighet på sitt hode med smykker som bringer skam over enhver verdslig edelstein og han blir gitt retten til å be for 70 av sine slektninger.

....

ANSARULLA NORWAY er deres eget blad. Vi vil gjerne ha råd, og gode artikkler som kan være nyttige for andre. Fint om dere skriver på word og sende til ahmedrizwan@online.no JAZAKALLAH.

forhåpning til kristne. En meteoritt skapte i 1833 anspenning hos mange. Kjente lærde gikk ut og proklamerte Messias andre komme innenfor kort tid. En kjent jødisk konvertitt ved navn Joseph Wolffe forutsa Jesu (as) komme i år 1847. Harriet Livermore, en kvinne i Washington, talte til representantenes hus om Messias andre komme, og mange lyttet. Det fins en rekke beretninger også om klær og sko som ble gjort i stand til Jesu (as) komme. Ved å se på litteraturen i kristne intellektuelle miljøer rundt om i verden fra det forrige århundret, vil man klart se at årstallene 1843, 1844 går igjen som tidspunktet for Jesu (as) andre komme. Det var mange som konkluderte med dette: Wolff i Asia, Edward Irving i England, Davis i USA, William Miller i Pennsylvania, Leonard H. Kelberin i Tyskland, for å nevne noen. Hva var det som skapte denne forventningen hos mange? La oss se på Bibelen:

"Men når dere ser Jerusalem bli kringsatt av krigshærer, da skal dere vite at dets ødeleggelse er nær. Da må de som er i Judea, fly til fjells, og de som er inne i byen, må gå ut, og de som er ute på landet, ikke gå inn i den; for dette er gjengjeldelsens dager, for at alt det som skrevet er, skal bli oppfylt. Men ve de fruktsommelige, og dem som gir die, i de dager! For stor nød skal være på jorden, og vrede over dette folk, og de skal falle for sverds egg og føres fangne til alle folkeslag, og Jerusalem skal ligge nedtrådd av hedninger, inntil hedningenes tid er til ende. Og det skal skje tegn i sol og måne og stjerner, og på jorden skal folkene engstes i fortvilelse når hav og brenninger bruser, mens mennesker faller i avmakt av redsel og gru for det som kommer over jorderike; for himmelens krefter skal rokkes. Og da skal de se Menneskesønnen komme i skyen med kraft og herlighet." (Lukas 21:21-27)

Først var det en skremmende profeti for jødene som innebar deres ødeleggelse og bannlysning fra den hellige by. Videre at Jerusalem skulle kontrolleres av hedninger. Som dere vet ble dette oppfylt i år 70 e.Kr. da Jerusalem ble ødelagt av den romerske keiser Titus og jødene ble drevet i eksil. Omtrent halvannet århundre senere forsøkte de å få sin frihet tilbake, men ble slått enda hardere tilbake. Jerusalem så ikke ut, og det ble bygget en ny by over ruinene til ære for den nye keiseren. Akkurat som Jesus (as) hadde profetert ble jødene bannlyst. Denne landsforvisningen var faktisk gjeldende, at ingen jøde fikk komme til Jerusalem, helt til tyrkerne tillot dem det i henhold til det dokument om toleranse. Dette dokumentet ble undertegnet av tyrkerne i mars 1844. Det var med andre ord først da perioden "inntil hedningenes tid er til ende" var fullendt slik vi leste i Lukas. Kristne er enige i dette. Det var slett ikke rart at mange kristne lærde anslo Jesu (as) andre komme til nettopp dette året 1844.

Flere ganger i Bibelen kommer man frem til årstallene på midten av forrige århundret. Hvor var Messias i 1843/44? Vi ahmadi-muslimer tror Jesu (as) andre komme ble oppfylt gjennom Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as) som ble født i 1835. Vi må huske på at det hersker tvil rundt årstallet Jesu (as) egen fødsel. Mange forskere mener at han ble født noen år før år null. I følge evangeliene levde kong Herodes når Jesus (as) ble født; samtidig mener man at Herodes døde i år åtte før null. Med andre ord er det sannsynlighet for at Jesus (as) ble født i år ni eller åtte før null. Hvis vi tar med denne feilmarginen og trekker fra 9 på 1844 får vi 1835, det samme året som Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad (as) ble født i Qadian, India. Samtidig må man huske på at vik ikke helt vet hva disse årstallene sikter til; Jesu andre "fødsel", hans virke eller om det er noe annet ved hans komme.

Her er bare en brøkdel av materialet, som fins om Den utlovede Messias (as) identitet, presentert. Tegnene er der for den som vil se.

Økonomisk er mange muslimske land avhengige av vestlig u-hjelp og deres sosiale systemer kan se ut til å være fra en annen tid. Den islamske nåden og solidariteten med de fattige er mer fraværende i de muslimske landene enn i de vestlige. Demokratiet er mer grunnfestet blant folkeslag som følger Det gamle testamente enn det er i muslimske land. Splittelse er ett dekkende ord når man skal oppsummere muslimenes sameksistens i vår tid. Emnet var Den utlovede Messias' (as) sannhet. Vi leser i Den hellige Quranen at Allah har bestemt at Han og Hans sendebud visselig vil seire. Spørsmålet blir; hvordan har Den utlovede Messias (as) seiret? Han har seiret gjennom sin åndelighet, sine argumenter og sin lære, men verden er ofte opptatt av herredømmet, makt og antall tilhengere. Gud har som sin sedvane at Han også oppfyller disse kriteriene, selv om vi må huske på at en religion på mange måter har sitt toppunkt før en religion seirer og blir alminnelig. Den tiden når en profet og hans få tilhengere blir forfulgt og ledd av og hånet. Når verden ser på det som en dårskap. Quranen forteller oss at en natt fra den tiden er bedre enn tusen måneder fra den tiden hvor nesten alle tror og religionen blir alminnelig. La oss se hva Bibelen sier om menneskenes tilstand ved Messias komme. Vi leser i Bibelen: "Du skal vite at i de siste dager skal det komme vanskelige tider. For da vil menneskene være egoistiske, glade i penger, fare med skryt, være overmodige, snakke stygt om andre, være ulydige mot foreldre, utakknemlige, uten respekt for det hellige, ukjærlig og uforsonlige, fare med sladder, mangle selvbeherskelse, være rå, likegyldige for det gode, svikefulle, oppfarende, innbilske. De elsker lystene høyere enn Gud. I det ytre har de gudsfrykt, men de fornekter dens kraft. Vend deg bort fra slike folk! (2. Tim. 1-5)

Disse versene henspeiler på den gudløshet som kommer til å herske ved Messias andre advent. Enhver bør være i stand til å erkjenne at dette tegnet er oppfylt og at verden veldig sterkt skriker etter en Messias. Et sendebud fra Gud blir sendt når behovet er der. Et annet viktig spørsmål er om forestillingen rundt Messias advent. Vil den bevitnes av hele verden og vil verden konvertere umiddelbart slik de fleste tror? Jesus (fred være med ham) sier noe helt annet;

"Så våk da! For dere vet ikke hva dag deres Herre kommer. Men det skal dere vite: Dersom husbonden visste når på natten tyven kommer, ville han våke og ikke la ham bryte inn i huset sitt. Vær derfor også dere beredt! For Menneskesønnen kommer i den time der ikke venter det." (Matt. 24:43-44)

En profets komme er aldri i overensstemmelse med den forestilling datidens mennesker har om ham. Derfor blir profeter alltid forkastet. Jesus (as) ble forkastet av jødene på samme måt, fordi han ikke passet inn i det bildet de hadde av ham som jødenes konge med stor makt og herlighet. Det samme vil være tilfellet for Den utlovede Messias (as). Hvis en profet kommer og alle godtar ham umiddelbart og gjør ham til sin konge, er den profeten garantert falsk. Profetene viser ved sitt eksempel, under motgang, at de er sanne og sendt av Gud. Dette sitatet fra Jesus (as) slår dette fast en gang for alle, og forkaster samtidig den forestilling som alle kristne har av ham i dag, at han vil stige ned fra himmelen og bli godtatt av alle. Slike utsagn betyr bare at han vil være sendt av Gud og ha himmelsk autoritet og bistand.

Vi leser i litteraturen fra det forrige århundre at det var store vekkelser og en forventningsfull tid blant kristne. Mange var sikre på at Messias ville dukke opp på 1800-tallet. Kristendommens seier virket innenfor rekkevidde for mange kristne, spesielt fokuserte mange lærde og store evangelister på det. Det var også naturfenomener som sendte frykt og

trekke en parallell så vil jeg gå 1400 år tilbake i tid og fortelle at nøyaktig det samme var tilfellet for vår hellige profet (sa) som den reneste i sin generasjon, og uskyldig i sin barndom. Han ble gitt kallenavnene amin og saddiq; den sanne, den ærlige. Etter sin erklæring om profetdømmet ble også han forkastet og gjort til latter og hån, men han stod imot og fortsatte og forkynne det som var åpenbart fra ham fra hans Herre. Fra å forkynne til venner og familie, gikk han videre i takt med det som ble åpenbart ham og forkynte om Guds vesen til hele Mekka, deretter hele Arabia, så hele menneskeheten. Dessuten var Profeten Muhammad (sa) også rahmatulill alameen - en nåde for hele verden. Ville en løgner ha gjort dette? Det kan jo hende at en falsk person også hevder å være profet, men da må han være gal for å fortsette på den veien som fører til personlig ruin, tortur, boikott, forfølgelse, ja til og med Guds forbannelse. En løgner vil så lenge han ikke er gal, trekke seg. Hvis han er gal, vil han ikke kunne utrette noe som helst. Den hellige Quranen gir oss en universell rettesnor og forteller oss at når noen hevder å være profet, vil hans motstandere, og faktisk hele samfunnet rundt ham, generelt bli blindet av sitt hat og sin uvitenhet om ham. Derfor tillater ikke Quranen verken skjellsord, forfølgelse, ikke engang det å kalle ham for løgner. Vi leser i Quranen: "Og dersom han hadde oppdiktet (og tilskrevet) Oss noen utsagn, ville Vi visselig ha grepet ham ved høyre hånd, og så skåret over hans hjertepulsåre. Og det er ikke en eneste av dere som kunne ha beskyttet ham." (69:45-48). Først må vi huske på at Den hellige Quranen presenterer dette argumentet til de vantro eller de som uansett ikke trodde på verken Quranen eller Den hellige profeten (sa). Det viser at dette er et universelt argument; hvis ikke kunne det heller ikke fremlegges for de vantro, nettopp fordi de verken trodde på Quranen eller Profeten (sa). Den utlovede Messias (as) presenterte dette argumentet slik som vår hellige Profet (sa) gjorde det overfor de som forkastet ham. Argumentet legger vekt på at Gud er Det allmektige og unike vesen som har makt over alle ting. Om en person skulle påstå og være sendt av Gud, vil Den allmektige Selv bevise hans sannhet om han er sann, og fullstendig tilintetgjøre ham om han lyver seg inn i hjertene til mennesker og lurer de inn i en vei av fortapelse og bedrag med påstått guddommelig autoritet. Dette er fullstendig i overensstemmelse med sunn fornuft; en løgner blir ikke skjenket velsignelser og stor vekst på samme måte som en sann profet. Tenk dere at Gud (måtte Allah forby) skulle behandle en falsk person på samme måte som han behandler en sann profet. Før eller senere vil Hans dom gripe inn og verden vil få se om han var en bedrager eller ikke. Følgende vers sammen med det allerede siterte verset etterlater ingen tvil: "…Ve dere, oppdikt ikke løgn om Allah, så Han kan legge et bånd av straff over dere, og den som lyver, skal ikke visselig gå til grunne." (20:62) Hvordan kan det ha seg at hele livet til Den utlovede Messias (as) ble velsignet til de grader om han var en falsk profetsom (måtte Allah forby) løy om både Gud og menneske, og samtidig at Ahmadiyya-bevegelsen kan være den mest dynamiske og voksende bevegelsen i islam? Gud skjenker oss muligheten til å oversette Quranen og annen islamsk litteratur til mange verdens språk. Vi misjonerer islams budskap som ingen annen muslim i vår tid; i hele verden er islam vanæret og ydmyket, bortsett fra der Ahmadiyya-bevegelsen gjennom Guds barmhjertighet forsvarer islams ære både skriftlig, intellektuelt, oppførselsmessig og gjennom sine ofre. Dette er det store spørsmålet som våre motstandere ikke har noe godt svar på. Det er ikke spesielt kontroversielt det jeg sier; bare se på nyhetene hvilken som helst dag. Det eneste som forbindes med islam er terror, Bin Laden, kvinneundertrykking og hjernevasking. Muslimene er til tross for sitt enorme potensial helt underlegne den vestlige verden.

Den utlovede Messias (as) sannhet

by Mansoor Ahmad

Den utlovede Messias (as) sannhet er et emne som ikke har noen ende. Vi ahmadi-muslimer opplever faktisk nesten hver eneste dag noe nytt som ytterligere beviser hans sannhet.

Når det gjelder det tilsynelatende hinderet i veien for et profetdømme blant Profetens (sa) sanne tjenere, nemlig Jesu (as) himmelfart og vedvarende liv, viser vi ved hjelp av et 30talls vers fra Den hellige Quranen at Profeten Jesus (as) er død og ikke i live. Han ble korsfestet, men ble tatt ned i live, og overlevde på mirakuløst vis dette forsøket på å ta hans liv. Den som er interessert i disse emnene kan ta en dukkert i det hav av litteratur som Ahmadiyya bevegelsen har på dette området.

La oss heller se litt nærmere på Hadhrat Mirza sahibs erklæring om å være Den utlovede Messias og Mahdi, og oppfyllelsen av alle forventninger om endetiden rundt en frelserskikkelse. For å vurdere en hvilken som helst persons erklæring om profetdømmet gir Den hellige Quranen oss noen rettesnorer. Disse rettesnorene er universelle og presenteres i ulike kapitler av Den hellige Quranen. De er universelle, fordi de også ble presentert til de vantro og til mennesker som ikke trodde på Quranen. Vi må huske på, spesielt vi som er muslimer, at hvis noen andre oppfyller de kriterier som fremlegges som bevis på vår hellige profetens (sa) sannhet, kan den personen ikke være en løgner. En løgner kan ikke oppfylle kriteriene som en sann profet vurderes etter. Da Den utlovede Messias (as) hevdet å være sendt av Gud ble han gjort til latter, han ble hånet og forfulgt. Denne forfølgelsen av ahmadi-muslimer pågår fremdeles og hånet av Den utlovede Messias (as) har heller ikke avtatt. Han har helt siden han hevdet å være sendt av Gud blitt møtt med de verste skjellsord og karakteristikker. Men hva sier egentlig Den hellige Quranen om dette? Er det greit å forfølge, håne, lyve om og trakassere en som hevder å være sendt av Gud? Er det dette Quranen lærer oss? Var det slik vår hellige profet (sa) oppførte seg (måtte Allah forby)? Nei, slett ikke! Det var faktisk på akkurat samme måte som Profetenes leder, Muhammad (sa) ble møtt. Han ble også forfulgt, hånet og løyet om. Hans tilhengere møtte også motstand slik ahmadier har møtt motstand gjennom det siste århundret. Det er faktisk slik alle sanne profeter blir møtt av sitt folk. Både muslimer og kristne er av den oppfatning at Jesus (as) vil stige ned fra himmelen og oppnå stor status og store skarer som tilhengere, med en gang han kommer. Denne forestillingen strider mot Guds natur.

Så Den utlovede Messias (as) møtte motstand etter sin erklæring om å være sendt av Gud. Før denne erklæringen var han derimot svært så populær. Han var blitt en forkjemper for muslimenes sak og var i ferd med å bli et ikon. Hans verk Brahin-e-Ahmadiyya, som viste islams overlegenhet over andre religioner, frembrakte de beste superlativer fra hans samtidige, og hans dueller og tekster mot kristendommens lære fungerte som effektive buffere mot det store misjonsmaskineriet av kristne misjonærer, importert dit av den britiske kolonimakten. Superlativene hang så høyt at Muhammad Hussain Batalvi skrev at ingen hadde tjent islams sak som ham, helt siden Profetens (sa) dager. Etter sin erklæring om å være sendt fra Gud, mistet han all denne populariteten selv om han hadde rikelig med anledninger til å dementere det hele som falske rykter, eller misforståelser, men han gjorde ikke det. Når han ble oppfordret av sine tidligere beundrere og sine fremtidige fiender til å gå bort fra sine påstander, svarte han: "skal jeg ignorere den intense åpenbaringen som kommer til meg om nettene?" Nei, han stod fast på sitt og ble gjort til hån og latter, han som kort tid før hadde blitt erklært for å være den beste muslimen siden profetens dager. For å